آج کا بلھے شاہ

فقیر سائیں

اپنے گریبان کا سفر

MashalBooks.org

میرے اشعار ہیں افلاس کی بھرمار کے نام
دستِ مجبور میں کشکول کی چھنکار کے نام
پڑھنے والوں سے شروع میں ہی گزارش کر دوں
میری تحریر قصیدہ نہیں سرکار کے نام

دامنِ غیر پہ انگشت اٹھاتا کیسے
میں تو اپنے ہی گریبان میں مصروف رہا

MashalBooks.org

آغاز

نظر ٹکائے ہوئے دُور کی بہار پہ ہے
اِسی لیے تو یہ سائیں کھڑا دوار پہ ہے

MashalBooks.org

عنوانات

تعارف 15

شعری پیش لفظ 35

غالب سے معذرت 37

اپنے گریبان کا سفر 38

وطن سے معذرت 39

عاصمہ جہانگیر کے ایک جملے کو لیکر 40

مقفل ذہن 42

زوال قبل از عروج 43

پچاس کی آمد 44

سہانے خواب 46

اقبال کی پیروی 47

زندگی ایک غنیمت 48

پرندے سے گفتگو 49

دشت ٹھکانے جیسا 50

شیطان پہ کنکر 51

طاق پر ذہن... فراز کو جواب 52

دشمن کیا دشمن ہیں؟ 53

نوکری ڈھونڈ لیں 55

بے اختیاری 56

رات کی شکایت 57

پیار کے گیت 59

محتسب کی لُوٹ مار 61

MashalBooks.org

صدائے مفتوح 62
پڑاؤ کیا کرتے 63
عدمِ صحتیابی 64
ابر میں تارے 65
عبدالستار ایدھی 66
ابھی مسکرا تو سکتا ہوں 67
یہاں چارہ گر نہیں رہتے 68
تخریب آسان تعمیر مشکل 69
خواب سہارے 70
امیر بالائے احتساب 72
وجہِ آمریت 74
عاصمہ جہانگیر 75
خیالِ خاتمۂ زنا 75
سر سید 78
حاتم طائی 78
نظریات کے محافظ 80
مفت پٹرول 81
کنویں کے مینڈک 82
مزار اور معدنی تیل 83
عظیم شوہر 84
دو دھاری تلوار 86
قرض اُتارو ملک سنوارو 87
شوقِ نظارہ نہیں رہا 89
سالار کا ریفرنڈم 90
بڑی موج ہے 92

MashalBooks.org

قوم کی باتیں 93
لندن دھماکے 96
آرزو اور جستجو 97
کتابوں میں فرق 98
جواب کیا دیں 100
کتاب کے شاہین 101
پنجابی... مسلمان بنانا اے 103
ایک شعر 104
بیٹے کی روانگی 104
ہر دوا موجود ہے 105
ماہروں کی رائے 108
ذہن کی زنجیر 109
خیالی پلاؤ 110
دیوار کا ڈر 111
پتھر اور محل 112
مشکل بھلانے کا نسخہ 113
میری وحشت 114
رشوت نہ رہے 115
ایسی مصیبت کیا ہے 116
غریبو خدا یاد کرو 117
غنیمتوں کے فوائد 119
سوالِ ارتقا و بقا 120
بارودی سرنگیں 121
قصوروار کون؟ 123
بلاؤں کے سفر 124

MashalBooks.org

سیٹ بیلٹ باندھیے........ 125
جنگل کہانی... 126
مساوات در عدمِ مساوات.. . 129
بھِڑوں میں ڈنگ........ 130
میرے خوف.......... 131
کربلا کہانی.......... 133
عارضی مقیم.......... 135
رفع وبال.......... 136
جنت کے باغ.......... 137
دعاؤں میں کمی.......... 138
حکومتِ اہلِ رشوت...... 139
سازباز اور محاذ.......... 140
والد کا انتقال.......... 141
تفریق مشکل.......... 144
بندگی زندگی در ندگی..... 145
شاعر گُلزار.......... 145
تین انگلیاں.......... 146
پیٹ کی پوجا.......... 147
جنوں اور خرد.......... 148
علاج بعد از مرگ...... 150
پرانا بدن نئے لوگ...... 151
دلائلِ رشوت.......... 152
شاخ پہ بندر.......... 153
جیب میں فون.......... 154
گداگر غائب.......... 155

MashalBooks.org

جھوٹ کی آڑ 156
لھونوش پودہ... آزاد نظم 157
جینے کی اہمیت 159
ذرا سوچ لو 160
تباہیوں کی وجہ 161
خواہشیں خواہشیں 162
ویتنام... فراز کی نظم 'کالی دیوار' کا جواب 163
ویتنام پر پہلا جواب 174
ویتنام پر دوسرا جواب 175
اناؤں کی تلاش 179
مسائل کی پرورش 180
بے سود تقسیم 181
عدمِ خود تنقیدی 182
سہانے ملک 183
سایۂ حسد 184
محاذوں کی تلاش 187
عجب قانون 188
پہاڑ حائل 189
ارمان ذرا ذرا 190
بھوکے بچے 191
مُنہ میں نوالہ 192
بربادی کا راز 193
موت سے لگاؤ 194
غیرت اور بے غیرتی 195
میرے اندر کے وکیل 199

MashalBooks.org

ذوقِ تخریب 200

مصنوعی فخر سے اِنکار 201

جیسے لوگ ویسی امامت 204

جھوٹ کی تاویل 205

بعد میں احساس 206

اے کاش 207

مظالم کی ڈھال 208

جام بھر جانے کے بعد 209

بھٹکنے کا بہانہ 210

نیل سے کاشغر 211

کوئی معاملہ نہیں گزرا 212

غریبوں کو گھر دیئے ہوتے 213

قصہ میرے گاؤں کا 214

شطرنج جیسی ہستی 220

عاصمہ ایدھی اور سر سید 222

جھوٹ کی جیت 223

دستور گمشدہ 225

اُنکی ٹوپی ہمارا سر 227

بغل میں سعودی عرب 228

زود بیداری 229

عدمِ خود شناسی 231

رسد کی عادت 232

گُلزار سے خیال 233

قانونِ قتل 234

پُل پانی جوانی 237

MashalBooks.org

رشوت دراصل بھیک 238
جھوٹ کی طوالت 239
گیلیلیو کی یاد 241
کس نے بارود بویا.. گُلزار کو جواب 242
درد میں فرق 247
کافروں کی مجبوری 248
معجزے اور نہیں 249
بلندی کی ہوا 250
خواب جسے دیکھتے رہے 251
چادر اور پاؤں 252
رشوت سے رشتہ 253
تاریخ پڑھانے والے 254
میاں محمد بخش کا سوال 255
اپنا بحران 256
پرستشوں کی حقیقت 257
حل نکالا جائے 259
گرم فولاد 260
ایک 'ہاں' دُوجا 'نہ'! 262
انا کا بھوت 263
ایاز و محمود 264
برساتی مینڈک 265
اداروں کے بِنا 266
علیل معالج 267
لال مسجد کا نظامِ عدل 268
نقصاناتِ بہتات 273

MashalBooks.org

کامل معمار کمزور عمارت ... 275

بے سود تبلیغ ... 276

ہم تنقید والے ... 280

خدا سے اپیل ... 281

ساحل پہ خیال ... 282

خاص دعا ... 283

انتھک انائیں ... 285

خارج از دعا ... 286

دلگرفتہ صنم ... 287

خشکسالی کا سیلاب ... 288

صارف کی لغزش ... 290

طویل بحث ... 291

سویر کر دے ... 292

زلفوں والی شام ... 293

نوبل انعام ... 294

فرصت میں مصروف ... 298

راز اجاگر کر دے ... 299

اقبال کی رنگریزیاں ... 300

وقت اور پہچان ... 301

مدد از اغیار ... 302

اختتام ... 303

MashalBooks.org

آتے ہیں غیب ہی سے مضامیں خیال میں
غالب تمہارے بعد کوئی اور بھی تو ہے

MashalBooks.org

خود اپنے مرض سے آزاد ہو نہیں پائے
اِسی لیے تو سبھی کا علاج کرتے ہیں

MashalBooks.org

تعارف

فقیر سائیں ایک گمنام شاعر ہے. اُس سے میری دوستی بہت پرانی ہے. وہ جہاں بھی گیا مجھ سے رابطے میں رہا. یہی وجہ ہے کہ جب اُس کی شاعری کی اشاعت کی بات نکلی تو تعارفی مضمون لکھنے کا کام اُس نے میرے کندھوں پر ڈال دیا.

سائیں عام شاعر نہیں بلکہ کبھی تو ایسا لگتا ہے کہ وہ شاعر ہی نہیں. وہ شاعری کے بہانے مضمون لکھتا ہے اور اُسے بھی شاید ایسا ہی لگتا ہے جس کا اظہار کچھ یوں کیا ہے.

میں اکثر آگ کو آتش لہو کو خون لکھتا ہوں
مگر مٹی ہے پنجابی نمک کو لوُن لکھتا ہوں
مجھے شاعر نہیں کہیے فقط مضمون لکھتا ہوں

وہ ہوا یا پانی کے بہاؤ کے ساتھ نہیں بہتا. زمانے سے الگ سوچ رکھنے والے آدمی کے بارے میں لکھنا سہل نہیں لیکن میں کوشش کر دیکھتا ہوں.

شاعر کی شاعری اُس کی زندگی کے تجربات و مشاہدات کا نچوڑ ہوتی ہے. میں اِس مضمون میں اُس کے خیالات کو اُسی کے اشعار کے ذریعے بیان کرنے کی کوشش کروں گا.

اُس کے بزرگ تقسیمِ پاک و ہند کے وقت مشرقی پنجاب سے ہجرت کر کے پنجاب کے پاکستان والے حصے میں آ کر آباد ہوئے. راستے میں انہیں ایک قیمتی جان کا نقصان بھی جھیلنا پڑا. اِس بات کا ذکر اُس کی شاعری میں یوں ملتا ہے.

راہ میں قیمتی جانوں کو گنوا کر آئے
پھر بھی خوش تھے کہ نیا ملک بنا کر آئے

MashalBooks.org

لیکن ساتھ ہی ساتھ آبادی بڑھانے پر شکوہ بھی.

سال در سال مناتے رہے آزادی کو
ساتھ ہی ساتھ بڑھاتے رہے آبادی کو

سائیں کی پیدائش اُسی سال کی ہے جس سال پاکستان میں ایوب خان نے اقتدار پر قبضہ کیا. تعلیم کے سلسلے میں اُسے بارہ سال کی عمر یعنی آٹھویں جماعت میں گھر کو خیر باد کہنا پڑا. گیارہویں تک ایک بورڈنگ سکول میں پڑھنے کے بعد بارہویں کا امتحان واپس گاؤں آکر اپنے مقامی کالج سے پاس کیا.

بارہویں کے بعد لاہور میں انجینیرنگ کی تعلیم حاصل کی اور پھر تعاقبِ معاش میں سائیں نے پوری دنیا کی خاک چھانی. دنیا کے جن حصوں میں سائیں نے کام کیا اُن میں مشرقِ وسطیٰ یورپ شمالی افریقہ اور مشرقِ بعید شامل ہیں. اتنی دنیا دیکھ لینے کے باوجود سائیں پنجاب سے اپنی وابستگی قائم رکھے ہوئے ہے اور اِسے جتلانا بھی نہیں بھُولتا. ملاحضہ فرمایئے.

میرا پیدائشی رشتہ جو ہے پنجاب سے ہے
دوستی دہر کی ہر نسل کے احباب سے ہے

اُسے اپنے وطن اور اِس میں بسنے والے لوگوں سے محبت ہے اور وہ اُن کے لیے سہانے خواب دیکھتا ہے. مگر جب اُسکی آنکھ کھلتی ہے تو منظر کچھ اور نظر آتا ہے. مندرجہ ذیل اشعار اِس حقیقت کو بیان کرتے ہیں.

خدا کرے کہ یہ ظلمت کا ابر چھٹ جائے
یہ آرزو ہے کہ شب راستے سے ہٹ جائے

بہت سے خواب ہیں لیکن اٹل یہ بات بھی ہے
ہمارے صحن میں اِک دائمی سی رات بھی ہے

میں چاہتا ہوں کہ سچ ہوں جو خواب دیکھے ہیں
میں جانتا ہوں نظر نے سراب دیکھے ہیں

میں چاہتا ہوں مگر چاہنے سے کیا ہو گا
میں جانتا ہوں کہ صدیوں کا فاصلہ ہو گا

اگر یہ خواب حقیقت سے دُور لگتے ہیں
وجہِ تلاشِ عوامل ضرور لگتے ہیں

گویا ہمارے مسائل کی تہہ میں چھپے عوامل کی تلاش اُس کا محبوب مشغلہ ہے.
اُسے کم عمری سے ہی دنیا کے حالات میں دلچسپی ہو گئی جس کی تسکین اُس کی ملازمت کے ذریعے خوش اسلوبی سے ہوئی. ریڈیو پر BBC سننے کا اُسے بچپن سے شوق تھا جو اُسی کے بقول ٹی وی پر CNN کی آمد تک زندہ رہا.
دنیا کی مستقل مسافت نے سائیں کی شخصیت پر گہرے نقوش چھوڑے ہیں جن کا اثر اُس کی شاعری میں جگہ جگہ ملتا ہے. اُسکی طویل ترین نظم **'ویتنام'** میں اُس کی بین الاقوامی حالات پر مرکوز نظر کا واضع ثبوت موجود ہے. اُسی نظم میں اُس نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ اُس کی سوچ بالکل الگ اور جداگانہ ہے. وہ امن کو جنگ پر اِسقدر ترجیح دیتا ہے کہ اُسے امن کی خاطر ہار مان لینا بھی قبول ہے. کیونکہ سائیں کی پہلی اور آخری ترجیح معاشرے کے پچھڑے ہوئے طبقوں کی بھلائی ہے. ایسی سوچ رکھنے والے بہت کم لوگ آپ کو ہمارے یہاں ملیں گے. اِس نظم کا کچھ حصہ مندرجہ ذیل ہے.

ہم ہیں انسان ہی خدا تو نہیں
زندگی بھی فقط انا تو نہیں

ہارنا اِسقدر بُرا تو نہیں
جیت میں ہی چھُپی جِلا تو نہیں

زندگی اِس کے ماسوا بھی ہے
جنگ ہارو تو فائدہ بھی ہے

ہیروشیما ہے کربلا بھی ہے
جرمنی بھی ہے سربیا بھی ہے

ہم کو امن و سکون مل جائے
ایک سائیں کی یہ دعا بھی ہے

سائیں تاخیر سے شاعر بنا یعنی عمر کے چھیالیس سال گزر جانے کے بعد. جس کا ذکر اُس نے اپنی شاعری میں یوں کیا ہے.

فرطِ اظہار کا افسوس نہیں ہے سائیں
غم تو یہ ہے کہ بہت دیر میں بیباک ہوئے

اُس کا کہنا ہے کہ اُس کے شاعر بننے کی وجہ جگجیت سنگھ کی گائی ہوئی غزلیں ہیں. اور یہ سچ بھی ہے کہ تیئیس سال کی عمر میں کسی نے اُس کو جگجیت کی غزل گائیکی سے متعارف کروایا جس کے بعد اُسے جگجیت کی گائی ہوئی غزلوں سے عشق ہو گیا. وہ اب بھی فارغ وقت میں جگجیت کی غزلیں گنگناتا ہے اور اِسی دَوران اُس کے ذہن میں نئے اشعار تشکیل پاتے ہیں. میں نے ایک بار اُس سے پوچھا کہ ذرا اپنا سب سے پسندیدہ شعر تو سناؤ. وہ کہنے لگا کہ وہ شعر میرا اپنا

MashalBooks.org

نہیں بلکہ کسی اور کا ہے. میں نے پوچھا کس کا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ شاعر کا نام تو معلوم نہیں لیکن جگجیت کی گائی ہوئی ایک غزل کا ہے.

وہ شعر کچھ یوں تھا.

اور کچھ بھی مجھے درکار نہیں ہے لیکن
میری چادر میرے پیروں کے برابر کر دے

گویا اُسے مسلسل اِس بات کا خوف رہا کہ اُس کے پاؤں چادر سے تجاوز نہ کر جائیں اور اِسی لیے ملازمت سے چپکا رہا.

مجھ کو لگتا ہے کہ سائیں کو شعر کہنے کا سلیقہ تو جگجیت سنگھ کی غزلوں سے ملا ہو گا مگر اُس کو شعر کہنے پر اکسانے میں بہت بڑا ہاتھ گیارہ ستمبر کے واقعے کا بھی ہے. کیونکہ سائیں کی شاعری کا آغاز اُس واقعے کے ٹھیک تین سال بعد ہوا. اُس کا کہنا ہے کہ ہماری قوم حسد میں مبتلا ہے اور اِس حسد کی وجوہات بہت گہری ہیں. وہ یہ کہتا ہے کہ تخریب کا عمل تعمیر سے کہیں آسان ہے اِسی لیے ہم تخریب کو تعمیر پر ترجیح دیتے ہیں. میرے ساتھ گفتگو میں اُس نے بار بار یہ کہا ہے کہ وہ عمارتیں جو ہم گرانے میں کامیاب ہوئے کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہم ویسی عمارتیں بنا بھی سکتے. اور حقیقت بھی یہی ہے کے ویسی عمارتیں بنانے کے لیے ہمیں ہمیشہ مغرب کی مدد درکار ہوتی ہے.

شروع کی چند نظموں میں سے ایک کے چند اشعار ملاحضہ ہوں.

جہاز اُن کے انھی کی عمارتیں ڈھایئے
بہادری ہے یا دیوانگی یہ بتلایئے

مزہ تو آئے کہ تعمیر کچھ کریں ہم بھی
جہاز ہوں یا بھلی سی عمارتیں ہی سہی

MashalBooks.org

مگر یہ سچ ہے کے تعمیر کام مشکل ہے
اِسی وجہ سے تباہی پہ ذہن مائل ہے

جو یہ حسد ہے بہت سنگ دل سا جذبہ ہے
کہ نفرتوں کا ہمارے دلوں پہ قبضہ ہے

سائیں کی شاعری میں کڑوا سچ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے. وہ آج کے حالات کا ترجمان شاعر ہے جس کا اظہار اُس نے خود اپنے اِس شعر میں کیا.

نہ فلسفی ہوں نہ حکمت گیان کرتا ہوں
جو دیکھتا ہوں اُسی کو بیان کرتا ہوں

وہ سمجھتا ہے کہ عام باتوں کے بیان پر مشتمل شاعری ہی خوبصورت ہوتی ہے اور اِس کا اظہار اُس نے اِس شعر میں کیا ہے.

عام باتوں کے بیاں کو ہی غزل کہتے ہیں
جیسے کچھ سنگ سجا لو تو محل کہتے ہیں

اُسکی شاعری مسلسل احتجاج کی شاعری بھی ہے جس کا اعتراف کچھ یوں کیا ہے.

کوئی جلوس یا جلسہ نہ کر سکا لیکن
مِرا سخن ہی مِرا احتجاج ہے سائیں

MashalBooks.org

اُسے لگتا ہے کہ ہم مسلمان رشوت اور بدعنوانی سے یوں چپکتے ہیں جیسے گڑ سے مکھی.
حکمرانوں کی رشوت پر.

شہر پہ آج حکومت ہے اہلِ رشوت کی
ہمارے ساتھ حسابوں کی بات مت کیجے

پولیس کی رشوت پر.

وہ جو قانون کے رکھوالے ہیں
رشوتیں لے کے ٹلا کرتے ہیں

رشوت پر حکام کے دلائل سن کر.

اہلِ رشوت کا بہت ٹھوس دلائل دینا
یہ ہنر بھی یہاں اِیجاد ہوا لگتا ہے

وہ اپنی شاعری میں اِس کی وجوہات بھی دبے لفظوں میں بیان کرتا ہے.

ہاتھ چوروں کے تو کاٹے ہم نے
نرم رشوت کی سزا رکھی ہے

اُسے لگتا ہے آمریت ہمارے خون میں صدیوں سے رچی بسی ہے. اور یہ مسئلہ صرف پاکستان کا نہیں بلکہ عمومی طور پر مسلمانوں کا ہے. یعنی کہ جس کی لاٹھی اُس کی بھینس کا جذبہ ہماری قوم میں ابھی تک اپنی پوری شدت کے ساتھ موجود ہے.

اس آمرانہ روش کو بیان کچھ یوں کیا ہے.

جو بڑھ کے چھین لے اُسکا ہی تاج ہے سائیں
یہ میرے گھر کا پرانا رواج ہے سائیں

سائیں کو مغرب بشمول امریکہ اچھا لگتا ہے. اِس کی وجہ وہ یہ بتاتا ہے کے اقوام محنت سے عظیم بنتی ہیں. اور عظیم اقوام کی عظمت کو تسلیم کر لینے سے ہی ہم بہتری کی جانب بڑھ سکتے ہیں. وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ہم عظیم اقوام کی عظمت کا ترکِ وطن کی صورت میں اعتراف تو کرتے ہیں لیکن زبان سے قبول کرنے میں کتراتے ہیں اور یہ بات ہمارے احساسِ کمتری کی عکاسی کرتی ہے. مندرجہ ذیل شعر اِس نظریے کی ترجمانی کرتا ہے.

شکایتیں تو ہمیں ہیں بہت ہی غیروں سے
انہی کو ووٹ دیئے جا رہے ہیں پیروں سے

اُس کا ماننا ہے کہ ہم غریب ممالک کے ترقی پسند اور روشن خیال افراد کو مغرب کی طرف نقل مکانی نہیں کرنی چاہیئے بلکہ یہیں رہ کر کام کرنا چاہیئے. کیونکہ اگر ہم خود اپنے مسائل کو حل نہیں کریں گے تو پھر کون کر پائے گا. اِسی لیے اُس نے مواقع ملنے کے باوجود مغرب میں رہنے کی کوئی شعوری کوشش نہیں کی.

کام کرنے کو فرشتے نہیں آنے والے
دستِ محنت کے فوائد کو اجاگر کر دیں

سائیں کو انقلاب اچھے نہیں لگتے. وہ سمجھتا ہے کہ انقلاب اقوام کو اتنا آگے نہیں لے جاتے جتنا پیچھے دھکیل دیتے ہیں. اُسکا ماننا ہے کہ تبدیلی کی رفتار کم ہو تو بہتر رہتا ہے اور اِسکا اظہار کچھ یوں کیا ہے.

سنا ہے پھر سے نیا انقلاب آئے گا
مجھے ہے خوف زمانہ خراب آئے گا

یا پھر کچھ یوں.

اچھل پتھل سے مسائل کا حل نہیں ہو گا
جو دیرپا ہو وہی راستہ صحیح ہو گا

اِس انقلاب سے ہم کو بچائے رکھیے گا
دلوں میں پیار کی شمع جلائے رکھیے گا

یا پھر یوں.

جسے رچائیں تو حالات اور بھی بگڑیں
اب اِس طرح کا ہمیں انقلاب مت دیجے

یا پھر یہ شعر جس میں علامہ اقبال کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں.

پلٹ جھپٹ سے ہمیں کچھ نہیں ملا سائیں
یہی دعا ہے کہ اب اور انقلاب نہ ہو

سائیں کے اپنے مخصوص ہیرو ہیں جن سے وہ بے حد محبت اور عقیدت رکھتا ہے. گزرے لوگوں میں بلھے شاہ اور سر سید جبکہ موجودہ دَور میں عبد الستار ایدھی، عاصمہ جہانگیر اور پروفیسر ہُود بھائی شامل ہیں. سائیں نے اپنی شاعری میں اُن کا ذکر کچھ یوں کیا ہے.
بلھے شاہ کے لیے پنجابی کا یہ شعر.

ہور وی ڈٹھے سنت بتھیرے
بلھے شاہ پر صدقے تیرے

MashalBooks.org

سر سید کے لیے.

قائدِ اعظم فقط تقسیم ہی کروا سکے
ہم کو سر سید کے جیسا ذہن روشن چاہیے

اِس شعر کو قائدِ اعظم کے خلاف نہ سمجھا جائے کیونکہ قائدِ اعظم پر سائیں کی رائے محفوظ ہے. اُسکا کہنا ہے کہ قائدِ اعظم کو شاید موقع ہی نہیں ملا اور یہ کہ تقسیمِ پاک و ہند اپنے تمام تر نقصانات کے باوجود شاید پاکستان اور بھارت دونوں کے لیے اچھی ثابت ہوئی.

عاصمہ جہانگیر اور عبدالستار ایدھی کے لیے.

عاصمہ جیسی جہانگیری ہمیں درکار ہے
ایک ایدھی کم پڑا ہے پوری درجن چاہیے

پروفیسر ہودبھائی کے لیے.

اِسی طوفان میں لیکن مِرا اِک دوست ایسا ہے
بہت سادہ طبعیت ہے مِرے بھائی کے جیسا ہے

مسائل کو سمجھتا ہے تخیل میں صفائی ہے
بڑی تحقیق ہے اُسکی وہ انساں ہُودبھائی ہے

پاکستان میں انسانی حقوق کی پامالی کے واقعات سائیں کے قلم کو حرکت میں لاتے ہیں. سن دو ہزار آٹھ اور نو میں تین واقعے ایسے ہوئے کہ جن کا ذکر اُس نے ایک نظم میں ضروری سمجھا.

وحشتیں روز ہی سنگین ہوا کرتی ہیں
زندہ درگور خواتین ہوا کرتی ہیں

صنفِ نازک پہ بہت زور نکالا ہم نے
جبر کیا چیز ہے کتوں کو بھی ڈالا ہم نے

ایک بچی کو سرِ عام لگے کوڑے ہیں
عدل و انصاف کا معیار دغے روڑے ہیں

اسلحے کی دوڑ اور ایٹم بم اُسے اچھے نہیں لگتے. اُسکا موقف ہے کہ پڑوسی اگر ایسا کرتا ہے تو ضروری نہیں کہ ہم بھی ایسا کریں. منطق کے ذریعے وہ یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ ہندوستان ہم سے کم جنگجو ہے. ثبوت میں وہ یہ کہتا ہے کہ اگر ہم کو زیادہ خطرہ محسوس ہوتا تو سرحد پر باڑ اور دیوار ہم تعمیر کرتے نہ کہ ہندوستان. پنجابی کے چند اشعار اِس موضوع پر اُس کی ترجمانی کرتے ہیں.

وکھ وکھیواں کیتا سی پئی خوشحالی ول ٹُر پئیے
حالے تے بس لشکر پالے ایٹم بمب بنایا اے

سنیا اِک گوانڈھی سانوں کچیاں کھان نوں پھردا اے
اوہیو جنہے باڈر اُتے ڈر کے جنگلہ لایا اے

پکھے ننگے اُتے قبضہ کِنہوں وارا کھاندا اے
اوہنوں کیہڑا خطرہ جنہے اپنا آپ مکایا اے

MashalBooks.org

پاکستان کے بابائے ایٹم بم ڈاکٹر قدیر کے بارے میں سائیں کے جذبات کچھ یوں ہیں.

اے مِرے ایٹمی ہتھیار بنانے والے
بھوکے بچوں کو کھلونوں سے لبھانے والے

اتفاق کی بات ہے کہ سائیں کا تعلق ہمارے پنجاب کے اُسی ضلعے سے ہے جہاں اقبال اور فیض پیدا ہوئے. اُس کے مطابق فرق صرف اتنا ہے کہ اقبال اور فیض نے اپنا ضلع چھوڑ دیا. مجھے لگتا ہے کہ فرق اِس سے بھی زیادہ ہے جو سائیں کے اِس شعر میں نظر آتا ہے.

ادراک ہوا ہے ہستی کا یہ غضب ہوا یا غیض ہوا
آزاد منش انسانوں کا اقبال ہوا نہ فیض ہوا

یا پھر یہ چند اشعار

مِرے وطن کے غریبو ذرا سنو تو سہی
وہ چارہ گر وہ مسیحا تمہیں ملا کہ نہیں

تمہاری آنکھ خلاؤں کو گھورتی ہے ابھی
کسی کتاب کے شاہیں کو ڈھونڈتی ہے ابھی

تمہارا نام سبھی استعمال کرتے ہیں
اِسی طرح سے گراں اپنا مال کرتے ہیں

پرانے دَور میں اقبال نے کیا ایسا
پھر اُس کے بعد رہا فیض بھی اُسی جیسا

یہ سلسلہ ہے کہ جو آج تک بھی جاری ہے
کسی فراز یا سائیں کی پھر سے باری ہے

یہ مشورہ ہے کہ اب خود پہ انحصار کرو
تو شاعروں کا ذرا کم ہی اعتبار کرو

وہ معصوم اور کم پڑھے لکھے عوام کو بھڑکانے کے خلاف ہے اور اِس کا اظہار اِس نظم کے چند اشعار میں ہوتا ہے.

شاعرِ مشرق تمہیں کس نے دیا یہ مشورہ
اتنی عجلت میں ہمیں کیوں نیند سے اٹھتا کیا

اور پھر ہم کو دیا تم نے خودی کا فلسفہ
جو کہ اپنی ہی تباہی کا کوئی پیغام تھا

نیل کے ساحل سے لیکر کاشغر کے فاصلے
کیوں کہا کہ یہ ہمارے ہی ہیں سارے سلسلے

MashalBooks.org

اقبال سے سائیں کو اور بھی شکایتیں ہیں جن کا ذکر اُسکی شاعری میں بار بار آتا ہے. وہ سمجھتا ہے کہ ایک پسماندہ قوم کے خون کو غیر ضروری گرمائش دینا کوئی احسن اقدام نہیں.

خودی خودغرضیوں کا روپ کیسے دھار لیتی ہے
نمونہ پیش کر ڈالوں اگر اقبال مل جائے

اِسی طرح سے دین اور سیاست کے جس ملاپ کا پیغام اقبال نے دیا وہ سائیں کو ٹھیک نہیں لگا.

کیا ہے دیں سیاست کو بہت یکجا مگر پھر بھی
ملی ہے آمریت ہی بڑھی چنگیزیاں بھی ہیں
اِسی نقطے پہ سائیں رات بھر کروٹ بدلتا ہے
مبادا خیر کے پردے میں شرانگیزیاں بھی ہیں

لگتاہے کہ حسن عشق اور محبت پر سائیں کی توجہ کم ہے مگر ہے ضرور. ملاحضہ فرمایئے.

تیرہ زلفوں میں دمکتی ہوئی جھلمل آنکھیں
تم نے تاروں سے بھری رات کو دیکھا ہوگا

محبت کے موضوع پر سائیں کی ایک نظم "پہلی محبت" پڑھنے لائق ہے. جس کے ابتدائی چند مصرعے کچھ یوں ہیں.

کسی بچے کا خالی چوسنی پر اکتفا کرنا
نہیں تو مُنہ میں انگوٹھے کو لیکر آسرا کرنا

MashalBooks.org

مگر جب بھوک چمکے آسماں سر پر اٹھا لینا
کہیں مصروف ہو اماں تو رو رو کر بلا لینا
چپکنا ماں کے سینے سے تو پہلے مسکرا لینا
مگر پھر دودھ کا ہر گھونٹ ہر قطرہ چرا لینا
یہی پہلی محبت ہے

عشقیہ معاملات میں بھی سائیں کا رویہ رواداری اور افہام و تفہیم کا ہے. اُسے اِس بات کا بھی ملال نہیں کہ اُسکا محبوب رقیب کو ساتھ لیے اُسے ملنے کے لیے آیا ہے. وہ تو خوش ہے کہ محبوب کا دیدار ہوا.

یہی بہت ہے وہ ملنے کو آ گئے سائیں
تو کیا ہوا کہ عدو آج بھی سمیت میں ہے

اگرچہ سائیں کی طویل ترین نظم **'ویتنام'** فراز سے شکایت کے طور پر لکھی گئی لیکن فراز اُس کا سب سے پسندیدہ شاعر بھی ہے. فراز کی وفات پر کچھ یوں لکھا.

خبر سنی ہے مگر سائیں دل نہیں مانا
فراز نام کا مالی چمن کو چھوڑ گیا

اِسی طرح سے وطن کے لیے دعا میں وہ فراز کا نام بھی شامل کر لیتا ہے اور کچھ ایسی خواہش کا اظہار کرتا ہے.

دلوں میں پیار محبت گداز پیدا ہوں
محبتوں میں وفا کے جواز پیدا ہوں

MashalBooks.org

حسیں دماغ سخن دلنواز پیدا ہوں
مِرے وطن میں دوبارہ فراز پیدا ہوں

سائیں کو ماحول کی آلودگی کے اثرات پر تشویش ہے اور اُس کی شاعری میں اِسکا ذکر بارہا آیا ہے. وہ پرانے دَور کے صاف ماحول کو یاد کرتا ہے.

یہ سب قصے پرانے ہیں یہ فرسودہ فسانے
کہ اب ماحول میں آلودگی کے شاخسانے

پہاڑوں کے صاف پانی کو آلودہ ہوتے ہوئے دیکھتا ہے.

اِسے آلودگی سائیں ملی انساں کی بستی میں
جو پانی کوہ سے ڈھلتے ہوئے شفاف ہوتا ہے

اور انتظار میں ہے کہ کون اِسے دوبارہ صاف کرے گا.

فراطِ خلق سے دریا ہوئے ہیں آلودہ
یہ دیکھنا ہے اِنہیں کون پاک کرتے ہیں

سائیں زندگی کے چھوٹے اور معمولی حقائق پر بھی نظر رکھتا ہے اور بیان کرتا ہے جیسے کہ اس شعر میں.

گر طبعیت ہو گراں ذہن ہو بوجھل بوجھل
صاف دندان کریں اور نہا کردیکھیں

MashalBooks.org

اگرچہ سائیں مزاحیہ شاعر نہیں لیکن کبھی کبھار وہ اپنا مقصد بیان کرنے میں طنز و مزاح کا سہارا ضرور لیتا ہے. بہت پہلے اُس نے پاکستان کے ایک صدر صاحب کا ایک بیان پڑھا جو اُسے یاد رہا. شاعری کا عمل شروع ہوا تو اِس بیان کا تجزیہ اشعار میں یوں کیا.

بنے جو صدر تو دلچسپ ایک بات کہی
کہ اِس جہاں میں مسلماں مثال قوم نہیں

تو گویا ارض پہ دو ہی طرح کے آدم ہیں
جو مسلمان نہیں ہیں وہ غیر مسلم ہیں

کبھی سنا ہے کہیں کوئی غیر ہندو ہے
یا غیر سکھ ہے یا پھر کوئی غیر بدھمت ہے

یہ اُن کی بات مجھے من ہی من ہنساتی ہے
کنویں میں رہ رہے مینڈک کی یاد آتی ہے

کچھ احمدی جو مِرے گاؤں ہی میں رہتے ہیں
وہ مسلمان کو غیر احمدی ہی کہتے ہیں

تو بات یہ ہے کہ تارڑ جی ہوش میں آئیے
فضولیات کی گہرائیوں میں مت جائیے

MashalBooks.org

اُسے ہمارے ملک میں فوج کا کردار پسند نہیں اور اُسکی شاعری میں جگہ جگہ اِس کا اظہار ہوتا ہے. ضیالحق کے بارے میں اِس طنزیہ نظم میں بھی اِس کی جھلک ملتی ہے.

جنابِ صدر نے اِک بار قوم سے یہ کہا
کہ پاک فوج کا مقصد ہے سرحدوں کا دفاع

اگر زمین کی سرحد کے ہم محافظ ہیں
تو نظریات کی سرحد پہ ہم ہی فائز ہیں

ہماری قوم کی تقدیر بھی تباہی ہے
کہ جس کے ذہن کو گھیرے ہوئے سپاہی ہے

اِس تعارف کو سمیٹتے ہوئے میں اتنا کہوں گا کہ سائیں کی باتیں الگ سی باتیں ہیں. اُس کا سفر الگ سا سفر ہے. اُس کے نظریات الگ سے نظریات ہیں. اکثر لوگ اُس سے اتفاق نہیں کرتے لیکن ممکن ہے ایک دن یہ صورتحال نہ رہے. مجھے اِس بات کا امکان تو لگتا ہے پر یقین نہیں. سائیں کو اِسکا یقین ہے جسکا اظہار اِس رباعی میں صاف صاف موجود ہے.

سوال آیا یہ کب ہوگا یہ ہوگا کہ نہیں ہوگا
مگر تم دیکھنا یہ معجزہ ہوگا یہیں ہوگا

بھلے ہی سال یا عشرے یا صدیاں ہی گزر جائیں
مِری باتوں پہ اِک دن شہر والوں کو یقین ہوگا

MashalBooks.org

سائیں کی شاعری میں الفاظ بہت سادہ ہیں ۔ وجہ غالباً یہ کہ اس نے تعلیم محض سائنس اور انجنیرنگ کی حاصل کی. عمر کا بیشتر حصہ ملازمت میں گزرا جہاں انگریزی زبان کا استعمال تھا. میں اکثر سائیں کو مشاہداتی عالم بھی کہتا ہوں. اس نے جی بھر کے دنیا دیکھی، ہر رنگ اور نسل کے لوگوں کے ساتھ وقت گزارا، دنیا کے حالات میں دلچسپی قائم رکھی اور ساتھ ہی ساتھ جگجیت سنگھ کی گائی ہوئی غزلیں سنتا رہا اور باقی وقت محض روزگار کے حصول میں گزرا.
سادہ الفاظ کا فائدہ یوں ہے کہ اُسکے اشعار عام پڑھنے والوں کو مشکل میں نہیں ڈالتے، آسانی سے سمجھ میں آجاتے ہیں.

اسی کے ساتھ میں اس تعارف کو سمیٹتا ہوں اور آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ کچھ دیر کے لیے عہدِ حاضر کے اس امن پسند اور انوکھے شعار کی شاعری میں گم ہو جایئے.

بصد شکریہ

فقط **صوفی**

MashalBooks.org

MashalBooks.org

شعری پیش لفظ

یہ جو ادنیٰ سی ایک کاوش ہے
میں اِسے اُن کے نام کرتا ہوں
جن سے ملنے کا اتفاق ہوا
جو مجھے کچھ نہ کچھ سکھا پائے
اور جن سے میں کچھ نہیں سیکھا

اِسکو اُنکے بھی نام کرتا ہوں
جو کبھی میرے دل کو بھائے ہیں
چاہے اپنے ہیں یا پرائے ہیں

ایسی جگہوں کے نام بھی ہے یہ
زندگانی میں جن سے گزرا ہوں
جن کے رسم و رواج کو میں نے
دیکھنے والی آنکھ سے دیکھا
سوچنے والے ذہن سے سوچا

MashalBooks.org

مختصر یہ کہ اپنی یہ کاوش
اُن مراحل کے نام کرتا ہوں
جن سے گزرا تو اِس جگہ پہنچا

سوچنے میں تو عمر گزری ہے
اِسکو لکھا ہے چند سالوں میں
یہ بھی ممکن ہے میری یہ کوشش
میری پہلی ہو آخری بھی ہو

دیکھیے کس کے دل کو بھاتی ہے
اور کس کو بھلی نہیں لگتی

اِس سے پہلے کہ الوداع کہہ دوں
پڑھنے والوں کا شکریہ کہہ دوں

فقیر سائیں

MashalBooks.org

غالب سے معذرت

تیری باتوں کو بڑھانے کی جسارت کی ہے
معاف کرنا مجھے غالب کہ یہ جرأت کی ہے

تیرے شعروں نے مِری سوچ کو روشن رکھا
لوگ شاید یہی سمجھیں کہ بغاوت کی ہے

MashalBooks.org

اپنے گریبان کا سفر

دل و ذہن سے ملا جو پیام لایا ہوں
حروفِ عام سے ہٹ کر کلام لایا ہوں

سبھی انائیں تکبر کے فخریہ نعرے
میں اپنے کھیت سے باہر کو ہانک آیا ہوں

جو خود کو خود سے ملاقات ہی نہ کرنے دیں
تمام ایسی فصیلیں پھلانگ آیا ہوں

سبھی لباس کہ جن میں نہ خود کو پہچانوں
اُنہیں میں گھر سے بہت دُور ٹانگ آیا ہوں

کسی کی ذات پہ تنقید کیا کروں سائیں
میں آج اپنے گریباں میں جھانک آیا ہوں

MashalBooks.org

وطن سے معذرت

تجھے بنایا گیا تھا بڑے تپاک کے ساتھ
کیے تھے عہدِ وفا ہم نے تیری خاک کے ساتھ

یہاں رہیں گے محبت سے اتفاق کے ساتھ
تجھے سجائیں گے محنت سے انہماک کے ساتھ

مگر یہ خواب حقیقت نما نہیں نکلے
کسی بھی رنگ میں ہم باوفا نہیں نکلے

سفر ٹھہر سا گیا کارواں نہیں نکلے
جو شمس ڈوب گئے پھر یہاں نہیں نکلے

ہمارے بیچ میں لالچ کی حکمرانی ہے
نہ دل ہیں صاف نہ خالص یہاں کا پانی ہے

قدم قدم پہ یہاں ظلم کی کہانی ہے
ہر ایک توپ مگر کافروں پہ تانی ہے

MashalBooks.org

مِرے ذہن پہ گزرتی بہت ہی بھاری ہے
جو ہم نے خود پہ لگائی وہ ضرب کاری ہے

ہے اعتراف سراسر خطاء ہماری ہے
کہ ساری عمر تجھے چھوڑ کر گزاری ہے

مِرے وطن میں تجھے کس طرح دلاسہ دوں
کہ ساری عمر تجھے چھوڑ کر گزاری ہے

عاصمہ جہانگیر کے ایک جملے کو لیکر

دل کے ماروں کی بات کرتے ہو
کن بچاروں کی بات کرتے ہو

اُس نے اب تک چمن نہیں دیکھا
تم بہاروں کی بات کرتے ہو

ایک جگنو یہاں غنیمت ہے
کن ستاروں کی بات کرتے ہو

MashalBooks.org

دھند چھائی ہوئی ہے وادی پر
کیوں نظاروں کی بات کرتے ہو

شہر لُوٹا ہے عِلم والوں نے
تم گنواروں کی بات کرتے ہو

جس کی باتوں میں کھوکھلا پن ہو
اُس کے نعروں کی بات کرتے ہو

ہم سے اِک شخص بھی نہیں سنبھلا
تم ہزاروں کی بات کرتے ہو

خود کو دریا سمجھنے لگتا ہوں
جب کناروں کی بات کرتے ہو

بات مُنہ سے کیا کرو سائیں
کیوں اشاروں کی بات کرتے ہو

MashalBooks.org

مقفل ذہن

ہمارے شہر کا ماحول ہی نرالا ہے
ہر ایک ذہن پہ ہم نے لگایا تالا ہے

جسے ملو وہ مسائل کی بات کرتا ہے
مگر قصور کسی اور کا نکالا ہے

کسی کو دین کسی کو یہ ملک پیارا ہے
اِسی لیے تو انہیں ہم نے بیچ ڈالا ہے

اندھیری رات یہاں ختم ہو چکی لیکن
شدید دھند نے روکا ابھی اجالا ہے

کسی غریب کو انصاف مل نہیں سکتا
عدالتوں میں امیروں کا بول بالا ہے

لہو کا رنگ اگر لال ہوتا ہے
تو کیوں دلوں کا یہاں رنگ کالا کالا ہے

MashalBooks.org

خبر اڑی ہے کوئی سوچنے لگا پھر سے
تو عنقریب کوئی کوچ کرنے والا ہے

کوئی کسی کا یقیں کس طرح کرے سائیں
ہر ایک بات کو لگتا بہت مصالحہ ہے

زوال قبل از عروج

مِرے ذہن میں ہمیشہ ابال آتے ہیں
عجیب عجیب سے مجھ کو خیال آتے ہیں

مجھے حیات کا مقصد سمجھ نہیں آتا
کچھ اِس طرح کے بہت سے سوال آتے ہیں

میں ڈھونڈتا ہوں اُسے جو مجھے یہ سمجھائے
کوئی تو ہو کہ جسے یہ کمال آتے ہیں

کبھی زہر کبھی تریاق گفتگو اُسکی
اُسے زباں کے بہت استعمال آتے ہیں

MashalBooks.org

میں جان کر بھی اُسے جان ہی نہیں پایا
فریب اُسکو بڑے بے مثال آتے ہیں

تم اپنی حالتِ خستہ سے نہ ڈرو سائیں
ہر اِک عروج سے پہلے زوال آتے ہیں

پچاس کی آمد

میں سوچ سوچ کے دل کو اداس کرتا ہوں
یوں اپنی عمر کی گنتی پچاس کرتا ہوں

جو راستوں میں ملے تھے وہ اب کہاں ہونگے
انہی کو لے کے میں اکثر قیاس کرتا ہوں

ادھیڑ عمر کی بیماریاں ستاتی ہیں
میں اپنی چائے سے غائب مٹھاس کرتا ہوں

کبھی کبھار اگر کوئی ملنے آ جائے
میں گفتگو کو بہت ہی دراز کرتا ہوں

MashalBooks.org

سنا کیا ہوں کہ یادیں عذاب ہوتی ہیں
میں حافظے پہ مگر خوب ناز کرتا ہوں

محل بنائے ہوئے تھے محض خیالوں کے
اب ایک ایک اُنہیں پاش پاش کرتا ہوں

وہ میرے نام کو رسوا بھلے ہی کر ڈالے
میں اُسکے راز مگر کم ہی فاش کرتا ہوں

مجھے وہ چھوڑ گیا ہے تو کیا ہوا سائیں
میں اب بھی نقش اُسی کے تلاش کرتا ہوں

MashalBooks.org

سہانے خواب

درد سے گر یہ دل لگی نہ رہے
میری باتوں میں چاشنی نہ رہے

کتنے لوگوں نے ایسا چاہا ہے
آپ کی میری دوستی نہ رہے

آپ مجھ کو نظر نہ آئیں تو
میری آنکھوں میں روشنی نہ رہے

گر خدا کھل کے سامنے آئے
تو زمانے میں بندگی نہ رہے

ہم نے ایسے بھی خواب دیکھے ہیں
جیسے دنیا میں دشمنی نہ رہے

اپنی دولت پہ ناز مت کیجے
کیا پتہ کب یہ آپ کی نہ رہے

MashalBooks.org

کامیابی کا ایک نسخہ ہے
جستجو میں کوئی کمی نہ رہے

میرے دل سے دعا نکلتی ہے
آپ کو کوئی تشنگی نہ رہے

ہنس کے سب سے ملا کرو سائیں
ہو نہ ہو کل یہ زندگی نہ رہے

اقبال کی پیروی

تندیٔ بادِ مخالف سے میں گھبراتا ہوں
ویسے اقبال کے شعروں کو بہت گاتا ہوں

چاہے مکتب کی کرامت ہو یا فیضانِ نظر
عِلم کو بیچ کے دولت کو میں گھر لاتا ہوں

میں جھپٹتا ہوں پلٹتا ہوں جھپٹنے کے لیے
اور پھر اپنی ہی باتوں سے پلٹ جاتا ہوں

میں نے کچھ اپنی خودی کو بھی کیا ہے اونچا
اتنا زیادہ کہ فقط خود کو نظر آتا ہوں

میں مسلمان ہوں یہ چین و عرب ہیں میرے
نوکری ڈھونڈنے دونوں ہی جگہ جاتا ہوں

مثلِ شاہین بلندی پہ نشیمن میرا
اپنے ہمسائے سے اونچا ہی تو بنواتا ہوں

کھیت میں خوشۂ گندم کو جلایا لیکن
دستِ کشکول قطاروں میں نظر آتا ہوں

پیار سے کوئی نہ مانے تو نہ مانے سائیں
اپنی باتوں کو میں تلوار سے منواتا ہوں

زندگی ایک غنیمت

میرا پیغام محبت ہے محبت ہی رہے
زندگی ایک غنیمت ہے غنیمت ہی رہے

MashalBooks.org

پیار کے گیت سناتا ہوں سناتا جاؤں
کیا ضروری ہے کہ افراد میں نفرت ہی رہے

اپنی ہر بات کو اشعار میں کہتا جاؤں
یہ جو رشتہ ہے سخن سے یہ سلامت ہی رہے

یہ تو ممکن ہے کبھی رنج یا مایوسی ہو
میرے ہونٹوں سے پرے حرفِ ملامت ہی رہے

رنگ ہو نسل ہو یا قوم یا مذہب سائیں
ایسی تفریق نہ کرنا میرا مقصد ہی رہے

پرندے سے گفتگو

میں کہہ رہا تھا مِرے شہر کے پرندے سے
یہاں کے لوگ ہوئے ہیں ذرا درندے سے

وہ مسکرایا کہا ایسا کام مت کیجے
یوں بے وجہ ہی درندوں کا نام مت لیجے

MashalBooks.org

کہ اب تو شہر میں آدم کی ذات رہتی ہے
جو آدمی پہ کہیں بڑھ کے ظلم کرتی ہے

دشت ٹھکانے جیسا

میرا ماضی مجھے لگتا ہے خزانے جیسا
یاد کرنا بھی ہوا پاس بلانے جیسا

آبلہ پائی نگاہوں پہ اثر کرتی ہے
دشت بھی آج نظر آیا ٹھکانے جیسا

آج روتے ہوئے بچے کو دلاسہ نہ دیا
ایسا لگتا ہے کہ میں بھی ہوں زمانے جیسا

میرے کانوں میں کوئی سیسہ پلائی کر دو
اُس کا ہر لفظ سنائی دیا طعنے جیسا

یہ بتاؤ کہ بھلا یوں بھی کوئی روتا ہے
میرے اشکوں نے کیا مجھ کو نہانے جیسا

MashalBooks.org

یاد ہم کو ہیں شبِ وصل کے لمحے سارے
میرا کندھا اُسے لگتا تھا سرہانے جیسا

اِس میں ہستی کا ہر اک رنگ ملا ہے سائیں
کوئی افسانہ نہیں میرے فسانے جیسے

شیطان پہ کنکر

سر ٹکایا ہے مسلسل تیری دیوار کے ساتھ
اور بہتے ہیں یہ آنسو بڑی بھرمار کے ساتھ

آپ کہتے ہیں مِرا مرض نہیں جائے گا
ایسی باتیں نہیں کرتے کسی بیمار کے ساتھ

ہم نے خوابوں کے محل خوب بنائے لیکن
سب کے سب ٹوٹ گئے ایک ہی اِنکار کے ساتھ

اصلیت بات نہیں کام ہوا کرتے ہیں
مجھ کو پرکھو نہ خدارا میری گفتار کے ساتھ

MashalBooks.org

اپنے لوگوں سے محبت تو بہت ہے مجھکو
دل ہے کمبخت کہ لگ جاتا ہے اغیار کے ساتھ

ہم نے شیطان پہ کنکر نہیں پھینکے ہونگے
ورنہ کس بات پہ لٹکائے گئے دار کے ساتھ

کھوٹا سکہ بھی رہے پاس تو کام آتا ہے
آپ سائیں کو ہی رکھ لیجے ذرا پیار کے ساتھ

طاق پر ذہن... فراز کو جواب

دیکھیے آپ کی باتوں نے اثر ڈالا ہے
آپ کے حکم سے بڑھ کر ہی تو کر ڈالا ہے

طاق میں رکھ دو کتابیں یہ کہا تھا نا فراز
ہم نے ذہنوں کو بھی طاقوں پہ ہی دھر ڈالا ہے

MashalBooks.org

دشمن کیا دشمن ہیں؟

آؤ مل کر بہار لاتے ہیں
پیار کے گیت گنگناتے ہیں

بن کے جگنو اندھیری راتوں میں
بھٹکی بلبل کو رہ دکھاتے ہیں

یار کو اعتماد میں لے کر
غیر کو بھی گلے لگاتے ہیں

وہ جو دشمن ہیں کیا وہ دشمن ہیں
یا کہ ہم ذہن میں بناتے ہیں

اپنے دل کو ذرا وسیع کر کے
اُن کی اچھائی آزماتے ہیں

اور آپس میں لڑنے والوں کو
امن کے راستے پہ لاتے ہیں

MashalBooks.org

عِلم کی روشنی ضروری ہے
اِس سے آنگن کو جگمگاتے ہیں

اگلی نسلوں کا فائدہ ہوگا
اپنے ماحول کو بچاتے ہیں

یہ غریبی شدید مسئلہ ہے
اِس کو دنیا سے ہم بھگاتے ہیں

تعصبوں نے دلوں کو بانٹا ہے
ایسی تفریق چھوڑ جاتے ہیں

اپنے مقصد کو سامنے لے کر
ساری دنیا میں پھیل جاتے ہیں

یہ مِرے گیت خواب ہیں سائیں
پھر بھی ہم گنگناتے جاتے ہیں

MashalBooks.org

نوکری ڈھونڈ لیں

اِس کو لفظوں سے دل لگی کہہ لو
ورنہ چاہو تو بزدلی کہہ لو

بات سیدھی پہ دل بھڑکتے ہیں
تھوڑا پھیرو سخنوری کہہ لو

جھوٹی باتوں پہ تالیاں پیٹو
اور سچی کو سادگی کہہ لو

کام سے کوئی گھر پہ آئے تو
آج ہم گھر پہ ہی نہیں کہہ لو

کون پڑھتا ہے اِن خیالوں کو
تم بھلے ڈھیر شاعری کہہ لو

ایسے پیشے میں بھوک ہے سائیں
ڈھونڈ لیں ہم بھی نوکری کہہ لو

MashalBooks.org

بے اختیاری

زمیں فلک سے گلے جس جگہ پہ ملتی
اُسی جگہ سے مِری داستاں نکلتی ہے

یہاں پہ لایا گیا تھا کہ نیک کام کروں
بھٹک گیا ہوں تو مانا کہ میری غلطی ہے

مگر یہ بات مِری دسترس سے باہر تھی
کہا تمہی نے جو لکھ دی کہاں وہ ٹلتی ہے

میں سوچتا ہوں ذرا اختیار تو ہوتا
یہی خلش ہے جو سینے میں بجھتی جلتی ہے

نئی صبح کی تمنا نہیں رہی باقی
یہ دیکھنا ہے کہ یہ شام کیسے ڈھلتی ہے

اب اِس حساب میں بیٹھے نہیں رہو سائیں
کہ شمس ڈوب رہا واپسی کی جلدی ہے

MashalBooks.org

رات کی شکایت

رات نے ایک دن کہا مجھ سے
بس مِرا اِک سوال ہے تم سے

میں تو خاموش جیسی رہتی ہوں
جو گزرتی ہے دل پہ سہتی ہوں

میں ذرا شور کم مچاتی ہوں
تم کو ہنگامے سے بچاتی ہوں

لوگ میری وجہ سے سوتے ہیں
اِس طرح تازہ دم وہ ہوتے ہیں

چاند میرے لیے نکلتا ہے
تارا ہر ایک مجھ پہ مرتا ہے

آدمی کیوں نہیں سمجھتے ہیں
دن کی تعریف کرتے رہتے ہیں

MashalBooks.org

تم ہی بتلاؤ ماجرا کیا ہے
ایسے برتاؤ کی وجہ کیا ہے

بات دلچسپ سی لگی مجھ کو
سوچ میں محو کر گئی مجھ کو

میں نے دل میں ذرا حساب کیا
تھوڑا اپنے گلے کو صاف کیا

اپنی غلطی کا اعتراف کیا
اور پھر اِس طرح جواب دیا

گوری رنگت کا بول بالا ہے
آپ کا رنگ تھوڑا کالا ہے

کامیابی ہے شور کرنے میں
آپ خوش ہیں خموش رہنے میں

ویسے اوپر سے لوگ کہتے ہیں
پیار دل میں ضرور کرتے ہیں

MashalBooks.org

کام کاجوں سے جب وہ تھکتے ہیں
آپ کا انتظار کرتے ہیں

رات جی آپ فکر مت کریے
جس طرح ہیں اُسی طرح رہیے

پیار کے گیت

اُنکا اِسرار مان جائیں ہم
اور پھر ہاں میں ہاں ملائیں ہم

جو لکھائی سمجھ سے باہر ہو
کیسے اُس پر مُہر لگائیں ہم

آدمی وہ ہمیں بناتے ہیں
پہلے انسان بن تو جائیں ہم

اور جو نفرتوں کے نعرے ہیں
اُن سے آواز کیوں ملائیں ہم

MashalBooks.org

پیار کے گیت اپنی دولت ہیں
پھر اِنہیں کیوں نہ گنگنائیں ہم

اپنا وہ ملک اپنا گھر ہے وہ
کیسے یہ بات بھول جائیں ہم

اُسکے حالات میں خرابی ہے
فخر کیسے بھلا جتائیں ہم

اُس سے بچھڑے ہیں دیر سے لیکن
وقت اب بھی ہے لَوٹ جائیں ہم

اور جو دسترس میں ہے سائیں
کم سے کم اتنا کر تو جائیں ہم

MashalBooks.org

محتسب کی لُوٹ مار

ضعیف جسم ہے دل میں شباب باقی ہے
ہمارے جام میں آدھی شراب باقی ہے

یہ بند ٹوٹ گئے تو شہر نہ بہہ جائے
ابھی ذہن میں بہت اضطراب باقی ہے

ہمارا شہر کسی محتسب نے لُوٹا ہے
مگر سنا ہے ابھی احتساب باقی ہے

شکایتیں ہیں شروعات کے مراحل میں
یہ پیش لفظ ہے ساری کتاب باقی ہے

مجھے ملی ہیں یہیں پر سزائیں رہ رہ کر
پھر اِس کے بعد خدا سے حساب باقی ہے

ہر ایک بات کو پرکھو نہ اِس طرح سائیں
یوں ہڈیاں نہ تلاشو کباب باقی ہے

MashalBooks.org

صدائے مفتوح

لوگ پہلے بھی کئی ساتھ نبھانے آئے
تو ملا ہے تو ہمیں خواب سہانے آئے

میں نے ہر شخص کا ہر جرم چھپانا چاہا
لوگ ہر بار مِرے گھر کو جلانے آئے

آج کل شہر میں خطرہ ہے وبا کا شاید
دُور رہنے کے اُنہیں لاکھ بہانے آئے

یہ مِرے تازہ تعلق کا اثر ہی ہوگا
آج دشمن بھی مجھے دوست بنانے آئے

جن سے ملنے کی ہر اِک سانس تمنا رکھی
تھم گئی سانس تو وہ میرے سرہانے آئے

آج واعظ نے ذرا خوب چڑھا لی ہوگی
اُس کے خطبے میں محبت کے فسانے آئے

MashalBooks.org

ہم تو ہر دَور ہی مفتوح رہے ہیں سائیں
نت نئے لوگ نئے قومی ترانے آئے

پڑاؤ کیا کرتے

جمالِ یار سے روشن خیالِ یار رہے
یہ اور بات کہ ہم اُن کو ناگوار رہے

شبِ برات نہیں ہے نہ عید کا دن ہے
تو اپنے آپ کو ہم کس لیے سنوار رہے

وہ اور ہیں کہ جنہیں فصلِ گُل نے بہلایا
ہمیشہ ہم پہ گراں موسمِ بہار رہے

محبتوں کے سفر میں پڑاؤ کیا کرتے
جہاں قیام ہوا گھیرتے غبار رہے

وہ کیا کہ جن کے لیے ہم ہیں اجنبی سائیں
یہ کیا کہ ہم کو ہمیشہ انہی سے پیار رہے

MashalBooks.org

عدمِ صحتیابی

بہار آئی مگر دُور سے گزر سی گئی
شبِ وصال بھی اِس بار بے اثر سی گئی

طویل رات کوئی چیز اجنبی تو نہ تھی
تمہارے بعد جو آئی تو پھر ٹھہر سی گئی

چلے تو راہ میں لاکھوں رکاوٹیں آئیں
رُکے تو جسم سے یہ جان ہی نکل سی گئی

ہمیں یقین تھا اپنی ہی استقامت پر
یہ آنکھ آج اچانک کہاں پھسل سی گئی

ہمارے گھر نے کئی چارہ گر کیے پیدا
صحت عجیب رہی دن بدن بگڑ سی گئی

امیرِ شہر کو دولت نے کر دیا اندھا
غریب شخص کو پھر مفلسی نگل سی گئی

MashalBooks.org

یہ سن لیا تھا کہ وہ کل کو آئیں گے سائیں
اِسی خبر کے سہارے عمر گزر سی گئی

ابر میں تارے

شہر میں رہ کے سہارے تلاش کرتے ہیں
کہ جیسے ابر میں تارے تلاش کرتے ہیں

یہ جستجو ہے یا دیوانگی کہیں اِس کو
بھنور کے بیچ کنارے تلاش کرتے ہیں

زباں سے کوئی اگر میں سوال کرتا ہوں
جواب میں وہ اشارے تلاش کرتے ہیں

اگرچہ لوگ بہت سے ملے ہیں راہوں میں
ہم اُن میں نقش تمہارے تلاش کرتے ہیں

کہاں گئے ہیں وہ موسم وہ دل نشیں لمحے
جو ہم نے ساتھ گزارے تلاش کرتے ہیں

MashalBooks.org

یہ رات اپنے کسی چاند کو بلاتی ہے
چلے بھی آؤ ستارے تلاش کرتے ہیں

جہاں فضا میں ہر اِک سمت امن بکھرا ہو
ہم اِس طرح کے نظارے تلاش کرتے ہیں

ہمارے خواب ہمارے نہیں رہے سائیں
یہ لوگ خواب ہمارے تلاش کرتے ہیں

عبدالستار ایدھی

زباں حلیم مگر دل کمال جیسا ہے
اندھیری رات میں روشن مشعل جیسا ہے

مِرے وطن میں رہے ہو تو جانتے ہو گے
وہ شخص میرے لیے بے مثال جیسا ہے

MashalBooks.org

ابھی مسکرا تو سکتا ہوں

اندھیری رات کو روشن بنا تو سکتا ہوں
میں اپنی آگ میں خود کو جلا تو سکتا ہوں

ہوئی ہیں شہر سے رخصت بہار کی باتیں
وفا کے گیت مگر گنگنا تو سکتا ہوں

تمہیں جو درد ملا ہے فقط تمہارا ہے
اِسے میں اپنے گلے سے لگا تو سکتا ہوں

اگر کسی کے لیے جنگ لڑ نہیں سکتا
کسی کے گھاؤ پہ مرہم لگا تو سکتا ہوں

ہمارا گھر بھی ہمارا نہیں رہا لیکن
کبھی کبھار یہاں آ کے جا تو سکتا ہوں

میں کھل کے ہنس نہیں سکتا تو کیا ہوا سائیں
یہی بہت ہے ابھی مسکرا تو سکتا ہوں

MashalBooks.org

یہاں چارہ گر نہیں رہتے

رہے خیال کہ ہم بے خبر نہیں رہتے
یہ اور بات سرِ رہگزر نہیں رہتے

جسے ہے درد زیادہ وہ کوچ کر ڈالے
نیا شہر ہے یہاں چارہ گر نہیں رہتے

جو عندلیب کو گُل سے جدا نہ کرتے ہوں
وہ باغبان پرانے اِدھر نہیں رہتے

ذرا رُکو تو سہی ہم تمہارے ساتھ چلیں
یوں آٹھ پہر ہی باندھے کمر نہیں رہتے

بہار آئے گی ہم کو یقین ہے سائیں
ہمارے خواب کبھی بے اثر نہیں رہتے

MashalBooks.org

تخریب آسان تعمیر مشکل

ہم اپنے آپ کو خود ہی عظیم کہتے ہیں
گئے دنوں کے فسانوں میں کھوئے رہتے ہیں

ہماری اِس میں زیادہ خطا نہیں ویسے
کہ بن گئے ہوں ازل سے ہی بہتریں جیسے

تو بات یہ ہے کہ خود میں تو اولیں ہیں ہم
نظر قطار پہ ڈالیں تو آخری ہیں ہم

ہمیں یہ بات حسد کی طرف بلاتی ہے
یہ ہم سے کام بہت ہی غلط کراتی ہے

پچھڑ گئے ہیں تو اوروں کو بھی گھسیٹیں گے
نہ ہم کو کھیلنا آیا نہ کھیلنے دیں گے

جہاز اُن کے انہی کی عمارتیں ڈھایئے
بہادری ہے یا دیوانگی یہ بتلایئے

MashalBooks.org

مزہ تو آئے کہ تعمیر کچھ کریں ہم بھی
جہاز ہوں یا بھلی سی عمارتیں ہی سہی

مگر یہ سچ ہے کہ تعمیر کام مشکل ہے
اِسی وجہ سے تباہی پہ ذہن مائل ہے

حسد جو ہے یہ بڑا سنگ دل سا جذبہ ہے
کہ نفرتوں کا ہمارے دلوں پہ قبضہ ہے

خواب سہارے

ساری باتوں سے پھر گئے آخر
اپنے لوگوں میں گھِر گئے آخر

ساتھ جینے کے ساتھ مرنے کے
قسمیں وعدے بِسر گئے آخر

تم سے روٹھے تو خود سے روٹھیں گے
کہتے کہتے بگڑ گئے آخر

MashalBooks.org

کتنے پیغام کتنے سندیسے
راستوں میں ٹھہر گئے آخر

خونِ دل سے جنہیں بُنا ہم نے
ایسے رشتے ادھڑ گئے آخر

خواب ہی آخری سہارا تھے
رفتہ رفتہ بکھر گئے آخر

کوئی مشکل پڑے بلا لینا
کہنے والے کدھر گئے آخر

گفتگو سے دلوں میں گھر کرنا
ہم سے یہ بھی ہنر گئے آخر

گھر کی جانب ضرور لَوٹے تھے
آدھے رستے میں گر گئے آخر

وقتِ رخصت یہ کیا خیال آیا
اُن کے ہاتھوں سنور گئے آخر

MashalBooks.org

زندگی اِک سرائے جیسی ہے
آئے ٹھہرے گزر گئے آخر

تم تو جنگل میں شیر تھے سائیں
ایک چوہے سے ڈر گئے آخر

امیر بالائے احتساب

شراب گھر میں نظر آئے کچھ نئے چہرے
کیا جو غور لگے دیکھے اور بھالے سے

نشے میں چُور بہت شور و غل مچاتے تھے
وہ ساقیوں سے بہت خدمتیں کراتے تھے

کسی سے پوچھ لیا کون آدمی ہیں وہ
پتہ چلا کہ بہت خاص متقی ہیں وہ

ہم اُن کے پاس گئے اور پھر سلام کیا
بڑے ادب سے تعارف کا اہتمام کیا

MashalBooks.org

کیا سوال کہ تشریف کیسے لائے ہیں
ملا جواب کہ تم کو پکڑنے آئے ہیں

پھر اپنی بات کی ہم نے تو معذرت کر لی
کہ ہاتھ جوڑ کے محفوظ عافیت کر لی

سمجھ میں اپنی فقط اتنی بات آئی ہے
کہ اُن کے پاس ہر اِک جرم کی صفائی ہے

کٹیں گے ہاتھ زمیں پر صدا فقیروں کے
حساب بعد میں رکھے گئے امیروں کے

MashalBooks.org

وجہِ آمریت

اٹھا سوال کہ آمر کہاں سے آتے ہیں
ملا جواب کہ ہم ہی انہیں بناتے ہیں

وہ کہہ گئے ہیں کہ شاہیں کا انتظار کرو
اِسی تلاش میں کرگس کو آزماتے ہیں

سبق ملا ہے یہ خوشحال معاشروں سے ہمیں
کہ ایک فرد کو سر پر نہیں بٹھاتے ہیں

ہے مذہبوں کا بھی اِس میں بہت دخل کیونکہ
جو ذہن سوچ رہے ہوں اُنہیں دباتے ہیں

یہاں کی رِیت اگر بھیڑ چال ہے سائیں
تو سر جھکا کے چلو میں سے میں ملاتے ہیں

MashalBooks.org

عاصمہ جہانگیر

دلیر دل ہے تو بیباک اِک ذہن ہے وہ
ہمارے دیس میں امید کی کرن ہے وہ

وہ لڑ رہی ہے لڑائی حقوق انساں کی
اُسے ملا تو نہیں پر مِری بہن ہے وہ

خیالِ خاتمۂ زنا

اپنے گھر میں بیٹھ کے اِک دن ٹی وی دیکھا کرتا تھا
BBC کی چینل پر اِک عالِم باتیں کرتا تھا

کھاتا پیتا جسم توانا آنکھ میں تھوڑا مسئلہ تھا
اونچی سی آواز تھی اُسکی غصے میں وہ لگتا تھا

پہلے بھی پردے پر اُس کا چہرہ میں نے دیکھا تھا
حمزہ جیسا نام تھا شاید لندن میں وہ رہتا تھا

MashalBooks.org

ٹی وی والے نے پوچھا کہ آپ مسلماں عالِم ہیں
اور یہاں پر لندن میں اتنے عرصے سے قائم ہیں

کھاتے ہیں اور پیتے ہیں اور آزادی سے رہتے ہیں
میرا ایک سوال ہے دیکھیں آپ بھلا کیا کہتے ہیں

ایسی کیا ہے بات یہاں جو آپ کے دل کو ڈستی ہے
آخر یہ تو لندن ہے آزاد دلوں کی بستی ہے

عالِم جی نے تھوڑا سوچا پھر کچھ ایسی بات کہی
لوگ یہاں کے زانی ہیں اور اِس سے بڑھ کر جرم نہیں

مجھ کو موقع مل جائے تو اِس لعنت کو ختم کروں
جسم فروشی بدکاری کے سارے دھندے بند کروں

عالِم جی کی بات کو لیکر اکثر سوچا کرتا ہوں
مسلم دنیا کے اندر ہوں عربی دیس میں رہتا ہوں

عرب علاقے کے اندر موجود عرب اماراتیں ہیں
ساری دنیا جیسی ہی رنگین یہاں کی راتیں ہیں

MashalBooks.org

جسموں کی نیلامی کرنے لوگ یہاں پر آتے ہیں
نرم و نازک تن بھی ٹوٹی کوڑی میں بک جاتے ہیں

میرے جی میں یہ آیا کہ اُن سے میں یہ بات کہوں
میں نے دنیا دیکھی ہے تو اِس رائے پر پہنچا ہوں

اِس خطے میں جسم کے دھندے قائم ہیں اور دائم ہیں
بکنے والے اکثر مسلم گاہک اکثر مسلم ہیں

عالِم جی گر آپ کو اِن باتوں سے لگتا دھچکا ہے
دُوبائی کو ٹھیک تو کہیے لندن میں کیا رکھا ہے

سچی بات تو یہ ہے حضرت آپ بھی کیسے عالِم ہیں
ایک انگلی اوروں کی جانب تین تو اپنی جانب ہیں

MashalBooks.org

سر سید

عِلم سورج ہے عِلم نوری ہے
عِلم کی روشنی ضروری ہے

اور پھر وہ بزرگ یاد آیا
جس کے بن داستاں ادھوری ہے

حاتم طائی

وہ وہ نہیں رہے ہیں تو ہم ہم نہیں رہے
عادت سی ہو گئی ہے کہ غم غم نہیں رہے

بس فکرِ روزگار نے ملنے نہیں دیا
کیجے یقیں کہ آپ سے برہم نہیں رہے

قاصد سے کہہ دیا ہے کہ مصروف ہیں بہت
کس مُنہ سے بولتے کہ مراسم نہیں رہے

MashalBooks.org

بھرنے کے انتظار میں رِستے رہے ہیں زخم
اِس دَور میں تو وقت بھی مرہم نہیں رہے

ہم کو تھا اعتماد کہ بدلیں گے ہم نہیں
لیکن کسی زبان پہ قائم نہیں رہے

تھوڑے بہت سخی تو کئی لوگ ہیں یہاں
طائی مثال آج وہ حاتم نہیں رہے

انسانیت کا بوجھ نہ سائیں اٹھا سکے
آدم نُما ضرور ہیں آدم نہیں رہے

MashalBooks.org

نظریات کے محافظ

چلو سنائیں تمہیں بات اِک پرانی سی
ہمارے ملک پہ فوجی کی حکمرانی تھی

جنابِ صدر نے اِک بار قوم سے یہ کہا
کہ پاک فوج کا مقصد ہے سرحدوں کا دفاع

اگر زمین کی سرحد کے ہم محافظ ہیں
تو نظریات کی سرحد پہ ہم ہی فائز ہیں

اب ایسی قوم کی تقدیر بھی تباہی ہے
کہ جس کے ذہن کو گھیرے ہوئے سپاہی ہے

ہم اپنے گرد سے اِنکو ہٹا نہ پائیں گے
اِسی لیے تو پچھڑتے چلے ہی جائیں گے

MashalBooks.org

مفت پٹرول

ایک مشہور مولوی ہیں وہ
دیکھنے میں بہت قوی ہیں وہ

انتخابات جب وہ لڑتے تھے
اپنا منشور پیش کرتے تھے

بولے مسئلوں کی بات آتی ہے
اصل مسئلہ تو اقتصادی ہے

آپ سعودی عرب کو ہی دیکھو
کتنے خوشحال ہو گئے ہیں وہ

اور اِس کی بھی ایک وجہ ہے
تیل سعودی عرب میں سستا ہے

تم کو اُن جیسا ہی بنا دیں گے
مفت پٹرول ہم کرا دیں گے

MashalBooks.org

کنویں کے مینڈک

ہمارے دیس کے صدروں میں ایک ایسے تھے
کہ اقتدار سے پہلے وہ عدلیہ میں تھے

بنے جو صدر تو دلچسپ ایک بات کہی
کہ اِس جہاں میں مسلماں مثال قوم نہیں

تو گویا ارض پہ دو ہی طرح کے آدم ہیں
یا مسلمان ہیں یا پھر وہ غیر مسلم ہیں

کبھی سنا ہے کہیں کوئی غیر ہندو ہے
یا غیر سکھ ہے یا پھر کوئی غیر بدھمت ہے

یہ اُن کی بات مجھے من ہی من ہنساتی ہے
کنویں میں رہ رہے مینڈک کی یاد آتی ہے

کچھ احمدی جو مِرے گاؤں ہی میں رہتے ہیں
وہ مسلمان کو غیر احمدی ہی کہتے ہیں

MashalBooks.org

تو بات یہ ہے کہ تارڑ جی ہوش میں آیئے
فضولیات کی گہرائیوں میں مت جایئے

مزار اور معدنی تیل

وہ میرے دیس کے عالِم بہت ہی جید ہیں
وزیرِ تیل رہے ہیں بنام طیب ہیں

نہ جانے اُن کے ذہن میں کہاں سے بات آئی
یا پھر کسی سے سنی اور ہم سے فرمائی

پتہ لگایا انہوں نے جو ماہرِ فن ہیں
ملا ہے تیل جہاں بھی بزرگ مدفن ہیں

سمجھ میں آج مگر آ گئی پہیلی ہے
سوئی شریف تو پاکیزہ خاصخیلی ہے

مشاہدے سے یہی راز آشکار ہوئے
کھدائی ہوگی وہیں پر جہاں مزار ہوئے

MashalBooks.org

تو قدرتوں کا عیاں ہم پہ کھیل ہوتا ہے
کہ ہڈیوں میں بزگوں کی تیل ہوتا ہے

عظیم شوہر

پتہ نہیں کہ وہ ہیرا ہیں یا کہ پتھر ہیں
عظیم بیوی کے لیکن عظیم شوہر ہیں

جب اُن کی زوجہ حکومت کی سربراہ بنی
تو محترم نے بہت سی وزارتیں لے لیں

کسی محاذ پہ کچھ خاص پیش رفت نہ تھی
انہی میں ایک تھی ماحول کی وزارت بھی

مجھے ہے یاد کہ ٹی وی پہ بات کرتے تھے
وہ کارہائے نمایاں کا ذکر کرتے تھے

اٹھا سوال کہ ماحول پر تو کچھ نہ ہوا
ملا جواب کہ مسئلے کا ذکر ہم نے کیا

MashalBooks.org

فضا و آب کے مسئلے بہت پرانے ہیں
ہمارے دَور میں اب لوگ اِن کو جانے ہیں

یہ بات سن کے ذہن میں بہت ابال آئے
کچھ اِس طرح کے مجھے پھر کئی خیال آئے

وہ بیوقوف ہمیں اسقدر بناتے ہیں
محض بیان کو مسئلوں کا حل بتاتے ہیں

اگر یہ بات صحیح ہے تو کوئی بتلائے
ہزار ذکر بھی رشوت کو روک نہ پائے

ہمارے دیس میں کتنے غریب روتے ہیں
کہ اُن کے خون سے امراء امیر ہوتے ہیں

MashalBooks.org

دو دھاری تلوار

وہ خاتون کبھی لگتا ہے دو دھاری تلوار ہیں
اور کبھی لگتا ہے جیسے کچھ ذہنی بیمار ہیں

تقریروں کا شوق ہے باتیں شاتیں کرتی رہتی ہیں
اُن کے مُنہ میں جو آ جائے بن سوچے ہی کہتی ہیں

اتنی اندھی ہو جاتی ہیں وہ کرسی کے پیار میں
اپنا بھائی قتل ہوا اور اپنی ہی سرکار میں

اُنکا کہنا ہے اُنکو مہنگی چیزوں سے پیار ہے
شامل اُن اشیاء میں لاکھوں ڈولر کا اِک ہار ہے

فرضی نام سے خرچہ کرنا ایسا بھی کر لیتی ہیں
اِسی لیے تو یورپ چھوڑا دُوبائی میں رہتی ہیں

وہ کہتی ہیں پیسہ رکھنے میں کیا خاص بُرائی ہے
لیکن کہنے سے قاصر ہیں دولت کیسے آئی ہے

MashalBooks.org

اپنے دیس کے لوگوں سے ہر دَور میں ہوتا دھوکہ ہے
بی بی جی دوبارہ آیئے آپ کو کس نے روکا ہے

قرض اُتارو ملک سنوارو

امیر اتنے کہ اربوں کے کاروبار بھی ہیں
بہت شریف ہیں غرباء کے غمگسار بھی ہیں

وہ سربراہِ حکومت ہوئے تو یہ سوجھی
کہ اپنی قوم ہے قرضے میں سر تلک ڈوبی

اگر عوام ذرا اپنی جیب کو کھولیں
ہم اپنے ملک سے اِس مرض کو ذرا دھولیں

غریب اپنے بہت بھولے اور بھالے ہیں
ہمیشہ ایسی ہی باتوں میں آنے والے ہیں

سنی یہ بات تو وہ اعتبار کر بیٹھے
کئی تو اپنا سبھی کچھ نثار کر بیٹھے

مگر یہ ملک وہیں ہے جہاں یہ پہلے تھا
لٹے غریب مگر قرض ٹس سے مس نہ ہوا

جو لٹ گئے ہیں انہیں کون آ کے پوچھے گا
کوئی نہیں جو یہاں اشک اُنکے پونچھے گا

شریف جی کا مگر اِس میں کچھ نہیں بگڑا
نجانے کتنے غریبوں کا ہو گیا رگڑا

مِرے وطن کے غریبو تمہیں ہے زندہ باد
تمہارے دم سے امیروں کے محل ہیں آباد

MashalBooks.org

شوقِ نظارہ نہیں رہا

آنکھوں میں اب وہ شوقِ نظارہ نہیں رہا
نیلام ہو گیا ہوں تمہارا نہیں رہا

گزرے دنوں کی ہم سے کوئی بات نہ کرو
اُن میں سے کوئی دن بھی ہمارا نہیں رہا

تنہا کھڑا ہوا ہوں کہ صحرا میں اِک درخت
گرنے کے واسطے بھی سہارا نہیں رہا

اب آدمی کی نقل بھی تیار ہو گئی
عِلم و ہنر کا کوئی کنارہ نہیں رہا

امبر بھرا ہوا ہے مگر ایک فرق ہے
سائیں کسی کی آنکھ کا تارا نہیں رہا

MashalBooks.org

سالار کا ریفرنڈم

وہ بھی آئے تو فوج سے ہی ہیں
اور وہ برجماں ابھی بھی ہیں

وقت اپنا بڑھا لیا خود ہی
ریفرینڈم کرا لیا خود ہی

ہوشیاری کا استعمال کیا
اور کچھ اِس طرح سوال کیا

گر تمہیں اصلاحات ہیں درکار
اِس کا مطلب رہے مِری سرکار

اب یقیں ہے کہ ہاں کہو گے تم
کس طرح اِسکو نہ کہو گے تم

اپنی آنکھوں سے میں نے دیکھا تھا
کم ہی لوگوں نے ووٹ ڈالا تھا

MashalBooks.org

اُس میں شامل تھا ووٹ میرا بھی
جبکہ میں ڈالنے گیا ہی نہیں

اور پھر شام سے ذرا پہلے
افسروں نے ہی بھر دیئے ڈبے

پھر نتیجہ کچھ اِس طرح نکلا
ہاں کا پانسہ بھرا ہوا نکلا

بس ذرا ایک چیز ہٹ کر تھی
گنتی معمول سے بھی بڑھ کر تھی

لیکن اِس بات سے انہیں کیا غم
اُنکا عہدہ ہمیشہ ہے قائم

اور وہ آج تک بھی فائز ہیں
ریفرینڈم کے بل پہ جائز ہیں

حق پرستی وہ ایک نعمت ہے
ہم میں جس کی شدید قلت ہے

MashalBooks.org

علم والوں نے ہم سے فرمایا
کچھ کتابوں میں بھی لکھا پایا

لوگ جس قوم کے ہوئے جیسے
اُن کو حاکم بھی مل گئے ویسے

بڑی موج ہے

بڑی عیش ہے بڑی موج ہے
نہ تو جستجو نہ ہی کھوج ہے

ہمیں کل کی فکر ذرا نہیں
نہ ہی آج کا کوئی بوجھ ہے

بھلا ہم کسی سے ڈریں گے کیا
کہ ہمارے سر پہ تو فوج ہے

MashalBooks.org

قوم کی باتیں

چلو سنائیں تمہیں اپنی قوم کی باتیں
انہی کو سوچ کے گزری ہیں بیشتر راتیں

بہادری میں ہمارا مقابلہ ہی نہیں
ہمارے پائے کا دشمن ابھی بنا ہی نہیں

ہر ایک جیت میں پوشیدہ اپنی کاوش ہے
شکست جو بھی ہوئی ہے کسی کی سازش ہے

ہم اِس جہان سے ہر کفر کو مٹاتے ہیں
اِسی لیے تو بہت کشتیاں جلاتے ہیں

کچھ اِس طرح سے بھی ہم آخرت سنواریں گے
کہ خود کو مار کے ہم دوسروں کو ماریں گے

ہمارے دم سے زمانے میں حق پنپتا ہے
ہمیں کو دیکھ کے باطل کا دم نکلتا ہے

MashalBooks.org

ہمارے بیچ اگر کوئی بھی بُرائی ہے
ضرور ہم کو کسی اور نے سکھائی ہے

اِسی طرح سے اگر دشمنوں میں نیکی ہے
بلا شبہ وہ انھوں نے ہمِیں سے سیکھی ہے

کہ جیسے اُن کے سروں میں کوئی دماغ نہیں
ہمارے جیسے وہاں چشم اور چراغ نہیں

تو ہم نے سب کو بہت نیکیاں سکھائی ہیں
یہ اور بات کہ خود ہم نے وہ بھلائی ہیں

ہمارے بیچ میں لالچ کا دَور دَورہ ہے
گدھے پہ بیٹھ کے کہتے ہیں یہ تو گھوڑا ہے

ہمیں عزیز امارت ہے شان و شوکت ہے
اِسی وجہ سے بہت عام ہم میں رشوت ہے

ہمیں ہے شوق مکاں ہو مگر محل جیسا
بھلے ہی اُس میں لگے لُوٹ مار کا پیسہ

ہمارے ظلم نے کچلے ہیں کتنے بیچارے
ہمیں امیر ہی لگتے ہیں آنکھ کے تارے

کرے جو ظلم اُسے سر پہ ہم بٹھاتے ہیں
جو نرم دل ہو اُسے نوچ نوچ کھاتے ہیں

ہم عورتوں پہ ستم اور ظلم ڈھاتے ہیں
پھر اپنے عدل کے ہم گیت خوب گاتے ہیں

ہر ایک عِلم سے لاعِلم اپنے عالِم ہیں
کہ جن کے سائے میں پلتے بہت سے ظالم ہیں

تو ہم نے دیکھ لیا کس قدر عظیم ہیں ہم
بطور قوم حقیقت میں تو یتیم ہیں ہم

لبوں پہ اپنے ترانے ہیں بے گناہی کے
یہی ہیں اصل میں آثار سب تباہی کے

تو میری بات پہ ناراض ہی نہ ہو جانا
ملے جو وقت ذرا غور تھوڑا فرمانا

MashalBooks.org

چلو یہیں پہ مکمل کلام کرتا ہے
کہ ہاتھ جوڑ کے سائیں سلام کرتا ہے

لندن دھماکے

کیا کریں ہم کو پسندیدہ دھماکے ہیں بہت
چاندماری ہے بہت گولی پٹاخے ہیں بہت

چین و آرام سے دشمن کو نہ رہنے دیں گے
وہ ہیں خوشحال مگر ہم بھی لڑاکے ہیں بہت

دین و مذہب کو ہر اِک سمت میں پھیلانا ہے
جو مسلمان نہیں ایسے علاقے ہیں بہت

ساری دنیا پہ کبھی اپنی حکومت ہوگی
ذہن کے بیچ اِسی طور کے خاکے ہیں بہت

مفلسی سوچ کو مفلوج بنا دیتی ہے
سائیں دراصل ہمارے یہاں فاقے ہیں بہت

آرزو اور جستجو

آپ سے جو شروع نہیں ہوتی
وہ سحر ہی طلوع نہیں ہوتی

تم فقط اپنی بات کہتے ہو
یہ کوئی گفتگو نہیں ہوتی

بھول اپنی قبول کرنے سے
کم کبھی آبرُو نہیں ہوتی

پاؤں پر بوجھ تو ذرا ڈالو
آرزو جستجو نہیں ہوتی

زندگی قید سے مشابہ ہے
ہاں مگر ہوبہو نہیں ہوتی

ذہن کی تہہ میں ایک مورت ہے
چشم کے روبرو نہیں ہوتی

MashalBooks.org

سائیں مرنے یا مار دینے سے
عاقبت سرخرو نہیں ہوتی

کتابوں میں فرق

حقیقتوں میں سرابوں میں فرق آئے ہیں
ادھوری نیند سے خوابوں میں فرق آئے ہیں

عَلَم اٹھائے ہوئے ہیں وفا کے متوالے
محبتوں کے نصابوں میں فرق آئے ہیں

کرو گے خیر تو جنت نہ دیکھ پاؤ گے
گناہ اور ثوابوں میں فرق آئے ہیں

خدا نے آج فرشتوں کی حاضری لی ہے
سنا ہے اُن کے حسابوں میں فرق آئے ہیں

نشے میں جھوم نہیں پائے رند بیچارے
کہ پانیوں میں شرابوں میں فرق آئے ہیں

MashalBooks.org

اِسی طرح سے چلو نرمیاں ہوئیں آخر
پیمبروں کی کتابوں میں فرق آئے ہیں

سنی ہے بات مگر دل یقیں نہیں کرتا
کہ دوزخوں کے عذابوں میں فرق آئے ہے

شہر میں آج ہیں چرچے کسی ستمگر کے
مِرے صنم کے حجابوں میں فرق آئے ہیں

بہار نے بھی انا کو اتار پھینکا ہے
وہ جانتی ہے خرابوں میں فرق آئے ہیں

مِرے شہر کے پرندوں سے یہ کہو سائیں
خبر سنی ہے عقابوں میں فرق آئے ہیں

MashalBooks.org

جواب کیا دیں

الٹ پلٹ ہے تخیل حساب کیا دیں ہم
تمہاری بات کا سیدھا جواب کیا دیں ہم

تمہارا جام کسی اور نے بھرا ہے ابھی
تو ایسے حال میں تم کو شراب کیا دیں ہم

یہ شعبدے ہیں کڑی دھوپ اور صحرا کے
یہاں نہ دھوپ نہ صحرا سراب کیا دیں ہم

گُلوں سے آپ کی رغبت کا عِلم ہے لیکن
ہمیں ہیں خار میسر گُلاب کیا دیں ہم

جسے لکھا ہے مگر خود ہی پڑھ نہیں پائے
تمہی بتاؤ کہ ایسی کتاب کیا دیں ہم

کئی دنوں سے یہاں نیند کو نہیں دیکھا
اگر یہ حال ہے اپنا تو خواب کیا دیں ہم

MashalBooks.org

یہ طفل کل کو ہمارے ہی رہنما ہونگے
تو نفرتوں کے انہی کو نصاب کیا دیں ہم

ہر ایک چیز کو گھر سے شروع کریں سائیں
گناہ سمیٹ رہے ہیں ثواب کیا دیں ہم

کتاب کے شاہین

مِرے وطن کے غریبو ذرا سنو تو سہی
وہ چارہ گر وہ مسیحا تمہیں ملا کہ نہیں

تمہاری آنکھ خلاؤں کو گھورتی ہے ابھی
کسی کتاب کے شاہیں کو ڈھونڈتی ہے ابھی

تمہارا نام سبھی استعمال کرتے ہیں
اِسی طرح سے گراں اپنا مال کرتے ہیں

پرانے دَور میں اقبال نے کیا ایسا
پھر اُس کے بعد رہا فیض بھی اُسی جیسا

MashalBooks.org

اگرچہ بات کی رنگت ذرا الگ نکلی
اثر وُہی کہ دوائی تو بے اثر نکلی

یہ سلسلہ ہے کہ جو آج تک بھی جاری ہے
کسی فراز یا سائیں کی پھر سے باری ہے

یہ مشورہ ہے کہ اب خود پہ انحصار کرو
تو شاعروں کا ذرا کم ہی اعتبار کرو

سبھی دکھوں کی فقط ایک ہی دوائی ہے
وہ جستجو ہے یا محنت ہے یا پڑھائی ہے

تمہارے درد کا ادراک بھی تمہارا ہے
یہ شاعری تو بہت عارضی سہارا ہے

تو ہاتھ جوڑ کے سائیں تمہیں یہ کہتا ہے
تمہارے دل میں تمہارا مسیحا رہتا ہے

MashalBooks.org

پنجابی... مسلمان بنانا اے

ایہو جئیاں گلاں کرکے کی کڈھنا کی پانا اے
چار چپھیرے مجھّاں نے تے کانھوں بین وجانا اے

حاکم ساڈے ساڈے ورگے اپنی اپنی وئوندے نے
سنگ انہاں دے سر تے نئیں پر انہاں تے کوئی کاناں اے

یانے جم کے خوش رہنے آں فکر نہ کوئی فاکا اے
سوچدے نئیں اے پلن گے کیویں کی پانا کی کھانا اے

سانوں کی اے جو کج وی اے حالے ستے خیراں نے
خواب نے ساڈے سارے جگ نوں مسلمان بنانا اے

انج تے ساری دنیا نوں ای ڈاڈھا ٹھٹھ وخانے آں
فیر وی جے کر ویزا لبھے امریکا ای جانا اے

دنیا سانوں کہندی اے پئی کی تماشا لایا جے
وچ کے ساڈے چالے ہسدا روندا نت زمانہ اے

MashalBooks.org

قہر خدا دا بمب نہ مارو ایہہ کی ظلم کماندے او
جنہے جیر کے کھادی سائیں اوہیو ڈھیر سیانا اے

ایک شعر

آہ تو آہ ہے سینے سے یا دل سے نکلے
جیسے مزدُور کسی کان یا مِل سے نکلے

بیٹے کی روانگی

جس کو بستر سے ہر اِک صبح اٹھایا میں نے
مجھ کو جو ٹھیک لگا اُسکو سکھایا میں نے

وہ گیا ہے تو یہ احساس ہوا ہے مجھ کو
اپنے سینے سے اُسے کم ہی لگایا میں نے

اب یہ خواہش کہ وہ ہر گام ہی محفوظ رہے
یہ دعا کر کے نئے دن کو بتایا میں نے

MashalBooks.org

عمر روٹی کے تعاقب میں گزر جانے پر
اب یہ نقطہ کہ کہاں ہے جو کمایا میں نے

میں سرابوں سے محبت میں رہا ہوں سائیں
تھام رکھا ہے کسی ابر کا سایہ میں نے

ہر دوا موجود ہے

مانگ تاروں سے سجا رکھی ہے
کہکشاں سیج بنا رکھی ہے

زلف لہرانے کی خاطر ہم نے
تھوڑی آنگن میں صبا رکھی ہے

دھوپ گرمی سے بچانے لائق
گھر میں ساون کی گھٹا رکھی ہے

دردِ دل کوئی بڑی چیز نہیں
جیب میں اِسکی دوا رکھی ہے

MashalBooks.org

آپ آجائیں عنایت ہوگی
ایک شمع بھی جلا رکھی ہے

سارے موقعوں کے مطابق ہم نے
ایک سے ایک دعا رکھی ہے

وقت ہرجائی نہ کر دے ہم کو
گرچہ محفوظ وفا رکھی ہے

پیار کو ایک عبادت کہہ کر
دل میں نفرت کی جگہ رکھی ہے

جبر کے بل پہ منا کر باتیں
کہہ دیا اِن میں جِلا رکھی ہے

ہاتھ چوروں کے تو کاٹے ہم نے
نرم رشوت کی سزا رکھی ہے

جرم بھاری ہو تو اُس کی خاطر
ہم نے توبۂ گناہ رکھی ہے

MashalBooks.org

کون کہتا ہے کہ ایماں کم ہے
دل میں تصویرِ خدا رکھی ہے

وہ کوئی خاص محبت ہوگی
اُس نے جو میرے سوا رکھی ہے

میری گفتار ہے کڑوی لیکن
تھوڑی شکر بھی ملا رکھی ہے

اتنے کمزور نہیں ہو سائیں
کس لیے پاس عصاء رکھی ہے

MashalBooks.org

ماہروں کی رائے

نہ میں مرا ہوں نہ میرا کوئی مزار ہی ہے
مِرا وجود ابھی محوِ کاروبار ہی ہے

چمن میں رنگ خزاں کے چھڑک دیئے کس نے
کہ ماہروں نے کہا ہے ابھی بہار ہی ہے

کسی طرح کا یہاں کوئی اتفاق نہیں
کسی بھی سمت میں دیکھو تو انتشار ہی ہے

ہمارے دیس کے نغمے تو خوب ہیں لیکن
کیا جو غور لگا شتر بےمہار ہی ہے

ہمارا گھر ہے تو ہم ہی سنوار سکتے ہیں
کچھ اِس طرح کا مِرے دل میں اعتبار ہی ہے

کسی پرائے پہ الزام کیوں دھریں سائیں
نہ فلسفہ یہ صحیح نہ صحیح شعار ہی ہے

MashalBooks.org

ذہن کی زنجیر

جیسے برسوں سے رہی ہو میری تحریروں میں
ایک تصویر الگ ہے سبھی تصویروں میں

دل ہے آزاد ہمیشہ سے ہی آزاد رہا
کس نے جکڑا ہے مِرے ذہن کو زنجیروں میں

تم نے جو ہم کو دکھائے ہیں سہانے لیکن
اسقدر فرق ہے کیوں خواب میں تعبیروں میں

مفلسی بھی ہے جہالت ہے تکبر ہے بہت
ہے نا وسعت میرے اجداد کی جاگیروں میں

آپ سچے ہیں فقط اور سبھی جھوٹے ہیں
سنتے آئے ہیں یہی آپ کی تقریروں میں

ایسا لگتا ہے یہ وجہ ہے پچھڑ جانے کی
کھوئے رہنا گئے ادوار کی تحریروں میں

MashalBooks.org

قوم کی شکل بگڑتی ہی رہی ہے سائیں
لوگ مصروف رہے حمد میں تکبیروں میں

خیالی پلاؤ

پھر سے موسم ہوں اجالوں والے
یہ پلاؤ ہیں خیالوں والے

بات ماضی کے عروجوں والی
کام سارے ہی زوالوں والے

جس کو رہنا ہے وہ خاموش رہے
سر قلم ہونگے سوالوں والے

تیغ سے بم کا سفر کرنے تک
کھو گئے راہ میں ڈھالوں والے

ہم ہیں رفتار میں کچھوے جیسے
لوگ خرگوش کی چالوں والے

MashalBooks.org

تم یہاں خاک رہو گے سائیں
سب کے سب ذہن ہیں تالوں والے

دیوار کا ڈر

آج کل پیار سے ڈر لگتا ہے
شفقتِ یار سے ڈر لگتا ہے

وہ مِرا ہے یہ صحیح ہے لیکن
اُسکی رفتار سے ڈر لگتا ہے

جس کو ڈس جائے کوئی چپکے سے
اُسکو ہر غار سے ڈر لگتا ہے

ایک بھونچال گزر جانے پر
در سے دیوار سے ڈر لگتا ہے

ہم تو اِس دَور میں آئے لیکن
ہمکو تلوار سے ڈر لگتا ہے

MashalBooks.org

لوگ کہتے ہیں قیامت ہو گی
ایسے آثار سے ڈر لگتا ہے

زندگی سے ہے لگاؤ اتنا
قصۂ دار سے ڈر لگتا ہے

ہم کنارے پہ رہیں گے سائیں
کیونکہ منجدھار سے ڈر لگتا ہے

پتھر اور محل

عام باتوں کے بیاں کو ہی غزل کہتے ہیں
جیسے کچھ سنگ سجا لو تو محل کہتے ہیں

ہم کو ہر گام ہی دشوار لگی ہے لیکن
لوگ ہنس ہنس کے ہر اِک رہ کو سہل کہتے ہیں

ہر بھلائی کے نتیجے میں بھلا ہی ہو گا
ماہرِ علم اِسے ردِ عمل کہتے ہیں

MashalBooks.org

آپ کے شہر میں اِک حبس لگا ہے مجھ کو
جانے کیوں لوگ اِسے چہل پہل کہتے ہیں

اُس نے مڑ کر جو ہمیں دیکھ لیا ہے سائیں
اِسکو صدیوں کی تمناؤں کا پھل کہتے ہیں

مشکل بھلانے کا نسخہ

میرے گلشن کے سبھی برگ و ثمر لے آیئے
منزلوں والی ہر اِک راہگزر لے آیئے

اتنے اندھیر میں تاروں کی کہاں چلتی ہے
بات بن جائے اگر شمس و قمر لے آیئے

رات سے شہر کا رشتہ ہے پرانا لیکن
گاؤں والوں سے کوئی تازہ سحر لے آیئے

ایک مشکل کو بھلانا ہو تو ایسا کیجے
دوسری اُس سے بڑی ڈھونڈیے گھر لے آیئے

MashalBooks.org

بزمِ سائیں میں گئے دَور کی وہ موج نہیں
بحر سے مانگیے سونامی لہر لے آیئے

میری وحشت

تیرگی شب کی خیالوں کو جنم دیتی ہے
عدمِ گفتار سوالوں کو جنم دیتی ہے

گھر کی باتوں میں کسی غیر کو شامل کرنا
یہ روش ہی تو ملالوں کو جنم دیتی ہے

میرے تاریک گھروندے میں تمہاری آمد
جب بھی ہوتی ہے اجالوں کو جنم دیتی ہے

اپنا رتبہ نہ کبھی خلق سے بالا رکھنا
ایسی لغزش ہی زوالوں کو جنم دیتی ہے

بات کرتا ہوں تو ہنستا ہے زمانہ سائیں
میری وحشت بھی مثالوں کو جنم دیتی ہے

MashalBooks.org

رشوت نہ رہے

آج کے بعد کسی ظلم کی حاجت نہ رہے
اتنا تڑپاؤ کہ ہم کو یہ محبت نہ رہے

تو پنپتا ہے ڈرا کر کہ قیامت ہوگی
اے خدا تجھ کو سہاروں کی ضرورت نہ رہے

میرے خالق یہ بتا کیسی کمی ہے تجھ کو
بندگی ختم ہو دنیا میں عبادت نہ رہے

گر ثوابوں کو جزاؤں سے نہ تولا جائے
تو مسلمان کے اوصاف میں رشوت نہ رہے

آج ہم خوب شکایات کریں گے تجھ سے
کون جانے کہ ہمیں پھر یہ اجازت نہ رہے

آمریت کے تقاضے بھی یہی ہیں سائیں
حرفِ تنقید نہ ہو صنفِ ملامت نہ رہے

MashalBooks.org

ایسی مصیبت کیا ہے

کس کو معلوم کہ آدم کی حقیقت کیا ہے
اتنی گہرائی میں جانے کی ضرورت کیا ہے

پسرِ بندر ہے یا جنت سے نکالا مجرم
کیوں یہ بیکار بحث ایسی مصیبت کیا ہے

نسلِ انساں کو لڑانے کے سوائے شاید
دیکھا جائے تو مذاہب کی کرامت کیا ہے

خیر اور شر کے تصور ہیں دلوں میں پنہاں
ایسے ماحول میں اوروں کی اطاعت کیا ہے

ہر نشانی ہی قیامت کی گزرتی دیکھی
پوچھیئے شیخ سے اب تازہ علامت کیا ہے

بجلیاں ٹوٹ پڑیں جن پہ یہیں پر یارو
اُن کی نظروں میں بھلا روزِ قیامت کیا ہے

MashalBooks.org

وہ یہ کہتے ہیں کہ تم کٹ سے گئے ہو ہم سے
اپنا موقف کہ بھلا ایسی عداوت کیا ہے

خود کی نظروں میں وفادار رہے ہیں لیکن
لوگ کہتے ہیں کہ سائیں یہ بغاوت کیا ہے

غریبو خدا یاد کرو

کسی کو عہدِ وفا اب بھی یاد ہے کہ نہیں
کہ میرا ذکر وہاں میرے بعد ہے کہ نہیں

وطن سے لَوٹ کے آیا ہے یہ بتا مجھ کو
وہ سرزمین ہوئی شاد باد ہے کہ نہیں

وہ میرے گاؤں کے دہقاں ابھی بھی زندہ ہیں
وُہی لوہار وہ بھٹی خراد ہے کہ نہیں

وہاں کے ساگ وہ مکھن جوار کی روٹی
ہمارے کھیت میں فصلِ کماد ہے کہ نہیں

MashalBooks.org

پھلوں میں اب بھی مٹھاسیں وُہی الگ سی ہیں
چپاتیوں کا بھی اپنا سواد ہے کہ نہیں

کہا گیا تھا کہ دنیا کے رہنما ہونگے
تو ہم نے پائی وہ منزل مراد ہے کہ نہیں

بتا نظام ابھی تک بھی آمرانہ ہے
ہماری فوج ابھی زندہ باد ہے کہ نہیں

امام آج بھی چندہ وصولتے ہونگے
مساجدوں میں وہ ذکرِ جہاد ہے کہ نہیں

وہاں کے خون میں گرمی وہ جوش قائم ہے
ذرا سی بات پہ دنگا فساد ہے کہ نہیں

ہر ایک شخص کسی دوسرے سے جلتا ہے
بلاوجہ کا سبھی کو عناد ہے کہ نہیں

حکومتوں میں خبر سازشوں کی ہے کوئی
مخالفوں کا نیا اتحاد ہے کہ نہیں

امیر اب بھی غریبوں سے کہہ رہے ہونگے
خدا کا نام لو اللہ بھی یاد ہے کہ نہیں

چلو میں تم سے فقط اتنا پوچھ لیتا ہوں
ہماری قوم صحیح میں ازاد ہے کہ نہیں

اگر نہیں تو کہو یہ فقط غلامی ہے
تو ایسے دَور کی کوئی میعاد ہے کہ نہیں

غنیمتوں کے فوائد

اندھیری رات کٹے اور پھر سحر آئے
اگر یہ ہو نہ سکے تو کوئی قہر آئے

ہماری پیاس ہمارے لہو سے مٹ جائے
نہیں شراب تو پھر جام میں زہر آئے

خدا کے کام کیے نعمتیں الگ پائیں
غنیمتوں کے بہت فائدے نظر آئے

MashalBooks.org

عبور اب نہ کریں گے کسی رکاوٹ کو
ہماری راہ میں تنکا ہو یا بحر آئے

کوئی تلاش کوئی جستجو نہیں سائیں
سفر میں آج بھلے دشت یا شہر آئے

سوالِ ارتقاو بقا

مِرے ذہن میں بلا کے سوال آتے ہیں
تمام خلقِ خدا کے سوال آتے ہیں

زمین چاند ستاروں کے اور سورج کے
سمندروں کے خلا کے سوال آتے ہیں

جزاؤں اور سزاؤں کی بات آتی ہے
ثواب اور گناہ کے سوال آتے ہیں

نہیں پتہ کہ اثر کونسی کا بڑھ کر ہے
دوا کے ساتھ دعا کے سوال آتے ہیں

MashalBooks.org

ہماری نسل کا آغاز کیا ہے آخر کیا
کچھ ارتقاء کے بقاء کے سوال آتے ہیں

قدامتیں ہیں بڑی کشمکش میں جدت سے
اناء کے شرم و حیاء کے سوال آتے ہیں

جواب ڈھونڈنے نکلو تو راہ میں سائیں
پیمبروں سے وفا کے سوال آتے ہیں

بارودی سرنگیں

بلند امن کے جھنڈے پکار جنگوں کی
لگا رہے ہیں وہ قیمت مِری امنگوں کی

کبھی کبھار جو اخبار کھول کر دیکھا
ہر اِک خبر ہے لڑائی کی اور دنگوں کی

ہماری قوم کے تیور ہوئے بِھڑوں جیسے
زباں زباں پہ ہیں باتیں ہمارے ڈنگوں کی

نہ جانے کتنے اپاہج ہوئے ہیں دنیا میں
کرامتیں ہیں یہ بارود کی سرنگوں کی

جہالتوں میں یہ ہتھیار ایٹمی رکھنا
ضرورتیں ہی نہیں اِس طرح کے پنگوں کی

غریب پر بھی نکالیں تو چیونٹیوں والے
مثال دیجیے برسات کے پتنگوں کی

ہر ایک سمت یہاں رنگ ہے لہو جیسا
دھنک دکھاؤ ہمیں کوئی سات رنگوں کی

چمن کو پھر سے گُلوں کی اشد ضرورت ہے
بہت سنی ہے زباں خار اور سنگوں کی

یہ مشورہ ہے کہ سائیں یہاں سے کوچ کرو
اُجڑ گئی ہیں پناہیں سبھی ملنگوں کی

MashalBooks.org

قصوروار کون؟

نظام اور بھی ہیں صرف تین ہی تو نہیں
پڑوس میں بھی محض ارضِ چین ہی تو نہیں

پرے خلاؤں کے دنیائیں اور بھی ہونگی
فقط حیات کی حامل زمین ہی تو نہیں

لگا کہ سانپ اِسے سن کے جھوم جاتا ہے
وجہ کچھ اور ہے آوازِ بین ہی تو نہیں

کمی ضرور رہی ہے ہماری قدروں میں
قصوروار مکاں یا مکین ہی تو نہیں

میں بھول جاؤں اُسے کس طرح یہ ممکن ہے
وہ دوست بھی تھا محض ہم نشین ہی تو نہیں

نہ اپنے آپ پہ اتراؤ اسقدر سائیں
بہت حسیں ہیں فقط تم حسین ہی تو نہیں

MashalBooks.org

بلاؤں کے سفر

وہ جو کافر ہیں خلاؤں کے سفر کرتے ہیں
اہلِ ایمان اناؤں کے سفر کرتے ہیں

آدمیت کے تقاضوں سے چرا کر آنکھیں
ہم فرشتوں سے خداؤں کے سفر کرتے ہیں

یہ زمیں اور سمندر ہیں پرانے رستے
لوگ مدت سے فضاؤں کے سفر کرتے ہیں

ہیں قرضدار مگر حج پہ روانہ ہونگے
لیجئے ہم بھی بلاؤں کے سفر کرتے ہیں

وہ ہر اِک چیز پرکھتے ہیں یہیں پر سائیں
ہم بہشتوں کے جزاؤں کے سفر کرتے ہیں

MashalBooks.org

سیٹ بیلٹ باندھیے

حدودِ عِلم کے آگے خدا کی ذات ہی ہے
ثبوت جس کا ہماری یہ کائنات ہی ہے

کبوتروں کی طرح بند نہ کرو آنکھیں
غمِ حیات کا مطلب غمِ حیات ہی ہے

نشست بند بنے ہیں کہ باندھ کر رکھیے
خدا قدیر ہے لیکن یہ احتیاط ہی ہے

امیرِ شہر کا اسرار یہ رہا ہر دم
میں دن کو رات کہوں تو کہو کہ رات ہی ہے

یہ فلسفہ ہی کبھی ٹھیک نہ لگا ہمکو
اطاعتوں میں چھپی قوم کی نجات ہی ہے

بھلے ہی لوگ سمجھ نہ سکیں اِسے سائیں
مِرے کلام میں سادہ ہر ایک بات ہی ہے

MashalBooks.org

جنگل کہانی

شہرِ قاتل میں رہا کرتے ہیں
بات کرنے سے ڈرا کرتے ہیں

وہ جو قانون کے رکھوالے ہیں
رشوتیں لے کے ٹلا کرتے ہیں

عدل کرنے کے بہانے قاضی
جھوٹ کا ساتھ دیا کرتے ہیں

نوکرِشاہ کے نخرے دیکھو
کام مرضی سے کیا کرتے ہیں

اور سرحد کے محافظ اکثر
ملک اپنا ہی فتح کرتے ہیں

اہلِ ایمان لگا کر نعرے
صرف آپس میں لڑا کرتے ہیں

MashalBooks.org

جن کا پیشہ ہی صداقت ٹھہرا
سچ کو وہ بیچ دیا کرتے ہیں

رہنماؤں کی کہانی یہ ہے
قوم اپنی سے دغا کرتے ہیں

طالبِ علم درونِ مکتب
عِلم نفرت کے پڑھا کرتے ہیں

اپنے پیشے کو بنا کر مہنگا
چارہ گر خود کا بھلا کرتے ہیں

بم کے شوقین ہوئے ہیں ایسے
اپنا گھر آپ تباہ کرتے ہیں

جن کی لاٹھی ہے انہی کی بھینسیں
بے دھڑک ہانک لیا کرتے ہیں

دام کفنوں کے ہوئے ہیں مہنگے
لوگ سڑکوں پہ مرا کرتے ہیں

MashalBooks.org

ظلم کے بعد یہ سارے حضرت
مسجدیں خوب بھرا کرتے ہیں

اپنی تسکینِ طبع کی خاطر
پھر وہ توبۂ گناہ کرتے ہیں

عاقبت بھی تو ضروری ٹھہری
ایک دو حج بھی کیا کرتے ہیں

ایسی بستی کو بھلا کیا کہیے
اِسکو جنگل ہی کہا کرتے ہیں

ذکر کرنے سے بدلتا کیا ہے
صرف زخموں کو ہرا کرتے ہیں

سوچتے سوچتے اکثر سائیں
اپنا دل تھام لیا کرتے ہیں

MashalBooks.org

مساوات در عدم مساوات

اپنی تاریخ کی تزئین ہوئی لگتی ہے
ورنہ اِس میں کہیں جمہور نہیں لگتی ہے

ایک آدھے کے برابر تو نہیں ہے لیکن
اُن کو اِس میں بھی مساوات کہیں لگتی ہے

حرفِ دانائی کہ اقرار سے پہلے پرکھو
مجھ کو پیدائشی کلمے کی نفی لگتی ہے

دو جمع دو سے فقط چار ہی بن سکتے ہیں
اہلِ مذہب کو یہی بات بری لگتی ہے

کچھ سوالات جو بھجوائے کسی دانا کو
لَوٹ کر آئے جوابوں میں کمی لگتی ہے

غیر ہم پر کوئی تنقید ذرا سی کر دے
ہم کو اسلاف کی توہین بڑی لگتی ہے

MashalBooks.org

سوچتے سوچتے یہ حال ہوا ہے سائیں
نہ کوئی بات غلط نہ ہی صحیح لگتی ہے

بھِڑوں میں ڈنگ

ابھی موسم ہیں گرمی کے بھڑوں میں ڈنگ رہتے ہیں
چمن میں پھول باقی ہیں مگر کچھ سنگ رہتے ہیں

محبت ہے زبانوں پر مگر کیا فرق پڑتا ہے
سنا کر پیار کے نغمے وہ محوِ جنگ رہتے ہیں

ذہن تو خوبصورت ہیں مگر بیدار نہ ہونگے
مذاہب کی نظاموں کی جو پی کر بھنگ رہتے ہیں

تمہارے شہر پر چھائی ہے پراسرار خاموشی
کہ جیسے اِس جگہ سارے زباں سے گنگ رہتے ہیں

یہاں کی ہر برائی کو کہا انگریز کی لعنت
مگر پھر اُس طرف بھاگے جہاں افرنگ رہتے ہیں

MashalBooks.org

لب و رخسار کے آنکھوں کے زلفوں کے لباسوں کے
دھنک غائب ہوئی لیکن یہ سارے رنگ رہتے ہیں

بلاخر تم نے ہم سے دوستی کی ٹھان ہی لی ہے
خوشی کی بات ہے لیکن ابھی ہم دنگ رہتے ہیں

دلوں میں پیار ہو اتنا تو پھر دُوری کہاں سائیں
کسی سے دُور رہ کر بھی کسی کے سنگ رہتے ہیں

میرے خوف

دستکیں دیتے خیالات سے ڈرتا ہوں ابھی
اپنی مجبوریٔ حالات سے ڈرتا ہوں ابھی

میری چادر میرے پیروں کے برابر نہ رہے
ایسے کچھ انکھے خدشات سے ڈرتا ہوں ابھی

وہ جوابوں کے کئی ڈھیر لیے بیٹھے ہیں
اور میں اپنے سوالات سے ڈرتا ہوں ابھی

MashalBooks.org

تجھ سے ملنے کے بہانے تو بہت ہیں لیکن
یہ بھی سچ ہے کہ ملاقات سے ڈرتا ہوں ابھی

مجھ کو امیدِ سحر دے کے لبھانے والے
وہ جو موجود ہے اُس رات سے ڈرتا ہوں ابھی

زندگانی میں تغیر تو بہت ہی دیکھے
پھر بھی میں آپ کے جذبات سے ڈرتا ہوں ابھی

مانتا ہوں کبھی دوڑائے تھے گھوڑے ہم نے
میں تو ہر بحر سے ظلمات سے ڈرتا ہوں ابھی

وہ مِری بات کو وعدہ نہ سمجھ لیں سائیں
اِسلیے اپنی ہر اِک بات سے ڈرتا ہوں ابھی

MashalBooks.org

کربلا کہانی

ذکر جب کربلا کا آتا ہے
ذہن سوچوں میں ڈوب جاتا ہے

وہ جو مظلوم تھے وہ ہم ہی تھے
اور ظالم کہو تو ہم ہی تھے

خون ایسے بہا کہ پانی ہے
اپنی گویا یہی کہانی ہے

وہ بھی کرسی کی اِک لڑائی تھی
ہم نے اُس وقت جو رچائی تھی

اور اب بھی وُہی لڑائی ہے
جیسے فطرت میں ہی سمائی ہے

اُس کو ہم اب بھی یاد کرتے ہیں
اپنی عظمت پہ ناز کرتے ہیں

MashalBooks.org

یہ بھی فتویٰ ہمیشہ حاضر ہے
ساتھ جو نہ چلے وہ کافر ہے

دین اُس وقت تازہ دم ہی تھا
ہم نے خود پر کیا ستم ہی تھا

اور جب اُس گھڑی ہوا ایسا
بعد میں سوچ لو ہوا کیسا

داخلی معرکے ہوئے کتنے
اپنے مابین خوں بہے کتنے

زندگی کی کوئی قدر ہی نہیں
دوستی امن کی خبر ہی نہیں

اپنے ملکوں میں آمریت ہے
ہم کو جمہور سے عداوت ہے

جب بھی جمہوریت ہوئی قائم
ہم نظر آئے اور بھی ظالم

MashalBooks.org

صرف ماضی کی سمت جانا ہے
یہ ہے نعرہ یہی ترانہ ہے

کب تلک کھیل ہم یہ کھیلیں گے
اور کتنے فساد جھیلیں گے

بات سائیں کی سن لیا کیجے
ہو سکے غور بھی کیا کیجے

عارضی مقیم

سبھی جواب بہت بے مثال دیتا ہے
ہر اِک سوال کے بدلے سوال دیتا ہے

جنہیں نصیب نہیں ہے نظر کی بینائی
سنا ہے اُنکو چھٹی حِس کمال دیتا ہے

کسی کی پیاس میں سچائی جب نظر آئے
تو ریگزار میں چشمے ابال دیتا ہے

MashalBooks.org

مِرے وجود میں رہتا ہے روشنی بن کر
بہت سے خواب بہت سے خیال دیتا ہے

اُسی کے گھر میں شروع سے مقیم ہیں سائیں
یہ دیکھنا ہے ہمیں کب نکال دیتا ہے

رفعِ وبال

یہاں پہ خود کو سبھی بے مثال کہتے ہیں
اِسی روش کو نشانِ زوال کہتے ہیں

ہر ایک بار ملے ہیں کہ مشکلیں بانٹیں
ہر ایک بار ہی موسم کا حال کہتے ہیں

انہیں ہی دوست کہا ہے انہیں ہی دشمن بھی
یہاں کے لوگ تو باتیں کمال کہتے ہیں

ذرا سی بات پہ غیروں کو بددعا دینا
اِسے زباں کا غلط استعمال کہتے ہیں

MashalBooks.org

شہر کا طیش نکالا ہے اپنے بچوں پر
کہ ہم اِسی کو رفعِ وبال کہتے ہیں

وہ جانتے ہیں ہماری ہر ایک کمزوری
رہِ مزاق ہمیں ہنس چال کہتے ہیں

ہر ایک سمت دھماکوں کا شور ہے سائیں
خدا کا شکر بچے بال بال کہتے ہیں

جنت کے باغ

جنہیں زمیں سے خلا کے سراغ ملتے ہیں
ہمارے بیچ کہاں وہ دماغ ملتے ہیں

ہمیں ہے شوق لڑیں مار دیں یا مر جائیں
اِسی مزاج کے چشم و چراغ ملتے ہیں

یہاں تو خیر کا بدلہ زیاں لگا ہمکو
سنا ہے بعد میں جنت کے باغ ملتے ہیں

MashalBooks.org

تمہاری بزم کے بارے میں لوگ کہتے ہیں
کہ دل ملیں نہ ملیں دل کے داغ ملتے ہیں

ہماری سوچ ہے ماضی میں منجمد سائیں
نہیں رہا جو اُسی کے سراغ ملتے ہیں

دعاؤں میں کمی

دَور بدلا ہے وفاؤں میں کمی آئی ہے
جیسے ساون کی گھٹاؤں میں کمی آئی ہے

جن کے چلنے سے ہر اِک دھند چھٹا کرتی ہے
ایسی شفاف ہواؤں میں کمی آئی ہے

دستِ تحریر فرشتوں کے تھکے ہیں شاید
پر نہ آدم کی خطاؤں میں کمی آئی ہے

جن کو تھامے سے توانائی کا احساس رہے
اُن سہاروں یا عصاؤں میں کمی آئی ہے

MashalBooks.org

میرے محبوب ذرا زلف کو جنبش دیدو
کس لیے شوخ اداؤں میں کمی آئی ہے

آج ہم چل کے گئے اُن کے مکاں کی جانب
کم سے کم اپنی اناؤں میں کمی آئی ہے

کون دنیا کو عذابوں سے بچائے سائیں
میرے واعظ کی دعاؤں میں کمی آئی ہے

حکومتِ اہلِ رشوت

گناہ کی یا ثوابوں کی بات مت کیجے
پھر اُس کے بعد عذابوں کی بات مت کیجے

ہر ایک رُت میں ہر اِک فصل اب تو ممکن ہے
چمن میں پھر سے خرابوں کی بات مت کیجے

شہر پہ آج حکومت ہے اہلِ رشوت کی
ہمارے ساتھ حسابوں کی بات مت کیجے

MashalBooks.org

یہ سرزمین شروع سے غلام ہے اِن کی
مِرے وطن کے نوابوں کی بات مت کیجے

جو حکمران خدا سا ہوا کیا سائیں
پھر اُس کے سامنے خوابوں کی بات مت کیجے

سازباز اور محاذ

مِرے سکوں کا فقط ایک ہی تو راز رہا
میں اپنے چاک گریباں سے بے نیاز رہا

کوئی تو ہجر کے خدشے سے رات بھر جاگا
کسی کو وصل کی دعوت پہ اعتراض رہا

یہ زندگی ہے تماشہ کہ پتلیاں ہم ہیں
نہ اپنا گیت ہی گایا نہ اپنا ساز رہا

یہاں پہ امن کا سکہ نہ ہو سکا رائج
ہمارے گھر کا طریقہ ہی ساز باز رہا

MashalBooks.org

کوئی بھی جنگ سمیٹی تو یہ ہوا سائیں
ہر ایک بار ہی کھلتا نیا محاذ رہا

والد کا انتقال

آج اِک شخص یاد آتا ہے
دل خیالوں میں ڈوب جاتا ہے

مجھ پہ اُسکا نشان گہرا ہے
اُسکے جیسا ہی میرا چہرہ ہے

کتنی شفقت سے مجھ کو پالا تھا
اُس کی آنکھوں کا میں اجالا تھا

محنتوں سے مجھے پڑھایا بھی
زندہ رہنا مجھے سکھایا بھی

مجھ کو جس رات بھی بخار رہا
وہ اُسے جاگ کر گزار رہا

MashalBooks.org

میں اگر غم سے ہمکنار ہوا
مجھ سے بڑھ کر وہ بے قرار ہوا

میں اگر گھر سے دُور رہتا تھا
منتظر وہ ضرور رہتا تھا

میرے سر پر اُسی کا ہاتھ رہا
جب تلک اُسکا میرا ساتھ رہا

آج خود ہی نہیں رہا باقی
خاک میں دفن ہو گیا خاکی

بات ویسے عجیب لگتی ہے
ہاں عجیب و غریب لگتی ہے

میرے والد کا انتقال ہوا
کیوں نہ صدمے سے میں نڈھال ہوا

قبل از مرگ وہ مریض رہا
مجھ کو اپنا سکوں عزیز رہا

MashalBooks.org

کسقدر سرد ہو گیا ہوں میں
کتنا خودغرض ہو گیا ہوں میں

یہ کہانی یہی فسانہ ہے
گویا مطلب کا یہ زمانہ ہے

اور میں اِس کا ایک حصہ ہوں
داستانوں میں ایک قصہ ہوں

اب نہیں ہے تو اِک خلا سا ہے
حادثہ یہ ابھی نیا سا ہے

اے خدا اب وہ تیرے پاس ہی ہے
میری دنیا ذرا اداس ہی ہے

تجھ سے کہنی تھی صرف اتنی بات
ختم کرتا ہوں اِس دعا کے ساتھ

اپنے حفظ و امان میں رکھنا
اُس کو جنت مکان میں رکھنا

MashalBooks.org

تفریق مشکل

تباہیوں کو کسی کی خطاء نہیں کہتا
میں زندگی کو مگر حادثہ نہیں کہتا

بھلا بھلائی نہ کر پائے تو بُرا ٹھہرے
مگر بُرے کو کوئی بھی بُرا نہیں کہتا

صحیح غلط میں تفرق بہت ہی مشکل ہے
یہی وجہ ہے میں خود کو بجا نہیں کہتا

خود اپنے آپ کو میں اجنبی سا لگتا ہوں
تو کیا ہوا وہ ہمیں آشنا نہیں کہتا

بڑے ہی پیار سے دیوانہ کہہ گیا ہم کو
یہ بات ہم سے کوئی دوسرا نہیں کہتا

شبِ فراق گزاری ہے اُس کی یادوں میں
اِسی لیے میں اُسے بےوفا نہیں کہتا

MashalBooks.org

بشر بشر کا سہارا ضرور ہے سائیں
اگرچہ کوئی کسی کو عصاء نہیں کہتا

بندگی زندگی درندگی

مجھے سوال نہ کیجے کہ بندگی کیا ہے
ابھی میں سوچ رہا ہوں کہ زندگی کیا ہے

اگر نظام ہے انساں کی بہتری والا
تو اِس کے سائے میں پھیلی درندگی کیا ہے

شاعرِ گلزار

صبحِ امید یا سورج کی کرن کہتا ہوں
ایسا اِک پھول جسے روحِ چمن کہتا ہوں

سوچتا ہوں کہ اُسے کیسے پکارا جائے
نام گُلزار ہے گُلزارِ سخن کہتا ہوں

تین انگلیاں

روز اپنے ہی خیالات سے ٹکراتا ہوں
سوچتا ہوں تو فقط سوچتا رہ جاتا ہوں

ایک انگلی کو اٹھاتا ہوں کسی کی جانب
تین کو اپنے تعاقب میں مڑا پاتا ہوں

گاؤں کو چھوڑ دیا تھا کہ شہر بہتر ہے
اور اب گیت یہاں گاؤں کے دُہراتا ہوں

آئینہ دیکھتا رہتا ہوں بڑی حسرت سے
اپنی امید سے کمتر ہی نظر آتا ہوں

دل پہ اِک خوف کا پہرا سا لگا ہے سائیں
ساتھ چلتے ہوئے سائے سے بھی گھبراتا ہوں

MashalBooks.org

پیٹ کی پوجا

ایسا لگتا ہے سبھی سے ہی شکایت ہے ہمیں
ہر قبیلے سے ہر اِک قوم سے نفرت ہے ہمیں

بم چلا کر ہی قیامت کا سماں کرتے ہیں
اِس تصوّر سے بڑی خاص عقیدت ہے ہمیں

کر کے اقرار اُسے کم ہی نبھایا ہم نے
کیا کریں اِس کی بڑی دیر سے عادت ہے ہمیں

ہم تو بس پیٹ کی پوجا کے لیے لیتے ہیں
ورنہ ہرطور سے ممنوع یہ رشوت ہے ہمیں

کوئی گفتار میں آگے نہ بڑھے گا ہم سے
بات سے بات بنانے کی مہارت ہے ہمیں

کون کہتا ہے کہ نفرت ہے ہماری عادت
جو ہمیں ٹھیک کہے اُس سے محبت ہے ہمیں

MashalBooks.org

وہ یہ کہتے ہیں تمہیں تم سے بچانا ہوگا
اپنا اسرار بھلا اِس کی ضرورت ہے ہمیں

سوچتے سوچتے مجھ کو یہ لگا ہے سائیں
بات یہ ہے کہ ہوا مرضِ جہالت ہے ہمیں

جنوں اور خرد

جنوں خرد سے تصادم میں ہار جاتا ہے
ذرا سی دیر وہ ہنستا ہے مسکراتا ہے

وہ سوچتا ہے کہ اچھا ہوا میں ہار گیا
اِسی طرح سے مِرے سر سے اِک ادھار گیا

ہے کل کی بات خرد کو یہیں ہرایا تھا
مثالِ کوہ تھی لیکن اُسے گرایا تھا

پھر اِس کے بعد جنوں پھوٹ پھوٹ کر رویا
جو تھک لیا تو وہ گھوڑے ہی بیچ کر سویا

MashalBooks.org

کھلی جو آنکھ لگا ظلم کا شکار ہے وہ
نئے سرے سے لڑائی کو بے قرار ہے وہ

تو بات یہ ہے حقیقت میں کچھ ہوا ہی نہیں
جنوں خرد سے کبھی آج تک لڑا ہی نہیں

خرد خرد ہے لڑائی کا تو سوال نہیں
کسی کے ساتھ تصادم کا احتمال نہیں

خرد کو کام سے فرصت کبھی ملی ہی نہیں
جنوں کی آنکھ ابھی نیند سے کھلی ہی نہیں

تو کاہلوں کے ہمیشہ سے ایسے حال رہے
اتارتے وہ ہر اِک بال پر سے کھال رہے

یہ داستان اگرچہ بہت پرانی ہے
جنوں کی اپنی بنائی ہوئی کہانی ہے

خرد نے اپنی کہانی کبھی کہی ہی نہیں
جنوں کی چرب زبانی کبھی رکی ہی نہیں

MashalBooks.org

علاج بعد از مرگ

نجانے کب سے چلا تھا کہ آج پہنچا ہے
خدا کے پاس مِرا احتجاج پہنچا ہے

قحط یا بھوک زیادہ ہے گاؤں میں لیکن
فقط شہر میں سنا ہے اناج پہنچا ہے

اُسے بلایا گیا ہے بڑی حویلی میں
سنا ہے دیر سے اُسکا خراج پہنچا ہے

ہمارے دیس کا یہ سانحہ نیا تو نہیں
مریض مر ہی گیا تو علاج پہنچا ہے

ملے گی بھینس اگر لاٹھیاں سلامت ہیں
تو گھوم پھر کے یہیں پر سماج پہنچا ہے

ذرا سی دیر ہی ستا کے دیکھ لو سائیں
یہ بھول کر کہ کہاں کام کاج پہنچا ہے

MashalBooks.org

پرانا بدن نئے لوگ

سنا ہے پھر سے نیا انقلاب آئے گا
مجھے ہے خوف زمانہ خراب آئے گا

یہ لفظ آج یوں لگتا ہے جیسے گالی ہے
کہ جیسے پھر سے قیامت گزرنے والی ہے

جدید لوگ پرانے بدن کو نوچیں گے
نئے سرے سے کمائی کے ڈھنگ سوچیں گے

اتھل پتھل سے مسائل کا حل نہیں ہو گا
جو دیرپا ہو وُہی راستہ صحیح ہو گا

دلوں میں پیار کی شمع جلائے رکھے گا
اِس انقلاب سے ہم کو بچائے رکھے گا

MashalBooks.org

دلائلِ رشوت

دستِ محنت یہاں بیداد ہوا لگتا ہے
یہ فسانہ میری روداد ہوا لگتا ہے

یوں تو ہر سال منائی ہیں وطن کی خوشیاں
ملک ہر سال ہی برباد ہوا لگتا ہے

اہلِ رشوت کا بہت ٹھوس دلائل دینا
یہ ہنر بھی یہاں ایجاد ہوا لگتا ہے

طالبِ عِلم کو تعلیم سے رغبت کیوں ہو
معاشرہ طالبِ اسناد ہوا لگتا ہے

گھر پہنچتے ہی خبر پائی دھماکے والی
راستہ بند مِرے بعد ہوا لگتا ہے

ایک نوزائدہ بچے کا بلکنا رونا
وہ بھی اب شاملِ تعداد ہوا لگتا ہے

MashalBooks.org

نعمتیں کام کی مرہون رہی ہیں اکثر
یہ سبق ہم کو نہیں یاد ہوا لگتا ہے

دل نے محسوس کیا تازہ ہوا کا جھونکا
ذہن کی قید سے آزاد ہوا لگتا ہے

یہ تصور کہ خرابی ہے ہِمیں میں سائیں
میری تحریر کی بنیاد ہوا لگتا ہے

شاخ پہ بندر

کسی کی بات سنی خوب انہماک کے ساتھ
جواب ڈھونڈنے نکلا ہوں اشتیاق کے ساتھ

میں اپنی شاخ پہ بندر مثال بیٹھا ہوں
اُسی کو کاٹ رہا ہوں بڑے تپاک کے ساتھ

دیارِ غیر میں رہتے ہیں اور کہتے ہیں
نبھا سکے نہیں وعدے وطن کی خاک کے ساتھ

MashalBooks.org

شبِ وصال سے کہہ دو کہ ہم نہ لَوٹیں گے
جڑا ہوا ہے یہاں سلسلہ فراق کے ساتھ

جو خط لکھا نہ گیا ہو وہ کس طرح پہنچے
نہ ڈاکیے سے گلِہ ہے نہ ہم کو ڈاک کے ساتھ

یہ گفتگو کے سلیقے کی بات ہے سائیں
سیاق ٹھیک سے رکھیے ذرا سباق کے ساتھ

جیب میں فون

خود اپنے آپ سے لڑتا جنون رہتا ہے
یہ سو رہے تو مکمل سکون رہتا ہے

کسی کی دید میسر نہیں رہی جب سے
تبھی سے حال ہمارا زبون رہتا ہے

تمہاری کال نہ لیتے یہ کیسے ممکن تھا
ہماری جیب میں ہر وقت فون رہتا ہے

MashalBooks.org

شہر کے لوگ مِرا حال پوچھنے آئے
چلو کہیں تو وفادار خون رہتا ہے

کرو نہ گرمئ موسم کی غیبتیں سائیں
ابھی تو نصف سے زیادہ ہی جون رہتا ہے

گداگر غائب

گئے دنوں کے نظارے نظر نہیں آتے
گزر بسر کے سہارے نظر نہیں آتے

دھوئیں نے شہر کو ایسے لپیٹ رکھا ہے
تمام رات ستارے نظر نہیں آتے

یہ تم جو دیکھ رہے ہو کہیں افق تو نہیں
ہمیں تو کوئی کنارے نظر نہیں آتے

رہِ معاش میں جب ٹھوکریں نصیب ہوئیں
تبھی سے دوست ہمارے نظر نہیں آتے

MashalBooks.org

گداگروں کو حکومت کا خوف ہے پھر سے
کئی دنوں سے بچارے نظر نہیں آتے

جو غم کو ایک خزانہ سمجھ کے رکھتے ہیں
ہمیں وہ درد کے مارے نظر نہیں آتے

ہماری سالگرہ بھی عجیب ہے سائیں
کہ آج اپنے دلارے نظر نہیں آتے

جھوٹ کی آڑ

عمر مثلِ پہاڑ دیکھی ہے
ہر خوشی میں دراڑ دیکھی ہے

زندگی ختم ہی نہیں ہوتی
ہر طرح سے بگاڑ دیکھی ہے

اُسکا نام و نشاں نہیں پایا
ساری بستی اجاڑ دیکھی ہے

MashalBooks.org

وہ صداقت پہ کیوں رہے قائم
جھوٹ کی جس نے آڑ دیکھی ہے

ہم کسی کو رہائی کیا دیتے
گِرد اپنے ہی باڑ دیکھی ہے

فصلِ تنہائی پھر اگی سائیں
گو کہ جڑ سے اکھاڑ دیکھی ہے

لہو نوش پودہ... آزاد نظم

لہو کے ساتھ زمیں سینچ کر اگایا تھا
اگا ضرور مگر خون مانگتا ہی رہا

اِسی لیے تو بہت عارضے رہے اِس کو
کہ ایک بار بڑی شاخ ٹوٹ کر بچھڑی

مگر یہ شجر کسی طور پل گیا ہے ابھی
ہر ایک بار اِسے ہم لہو ہی دیتے ہیں

MashalBooks.org

کچھ اِس کی نشو و نما میں کمی سی لگتی ہے
ہے انتظار کہ شاخوں پہ پھول پھل نکلیں

مگر یہ شجر سرے سے ہی پھل نہیں پایا
یہ ٹھیک ڈھنگ سے سایہ بھی کر نہیں پایا

اِدھر اُدھر سے پتہ کر لیا تو جانا ہے
درخت خون نہیں پانیوں سے پلتے ہیں

لہو کے بل پہ ثمر شاذ ہی نکلتے ہیں
ہمارے پاس مگر پانیوں کی قلت ہے

اِسی لیے تو ہمیشہ ہی خون حاضر ہے
اگر یہ بات سمجھ میں نہ آ سکے تو سنو

تمہارے واسطے آسان لفظ چنتا ہوں
کہ ہمکو جنگ نہیں امن کی ضرورت ہے

ہمیں تو آج فقط امن کی ضرورت ہے

MashalBooks.org

جینے کی اہمیت

جب بھی ٹی وی کو میں دیکھوں مجھے غم ہوتا ہے
ہر خبر میں کوئی راکٹ کوئی بم ہوتا ہے

موت پر ہم نے بہت زور دیا ہے لیکن
بھول بیٹھے ہیں کہ جینا بھی اہم ہوتا ہے

غیر قوموں سے شکایت ہے ہماری عادت
دیس اپنے میں غریبوں پہ ستم ہوتا ہے

ہم ترستے ہی رہے امن کو خوشحالی کو
کون ہیں جن پہ خدا کا یہ کرم ہوتا ہے

خود کو بہلاؤں مگر سوچ رہا ہوں کیسے
ایک احساس ہے مٹتا ہے نہ کم ہوتا ہے

فیض کو یاد کیا ہے تو لگا ہے سائیں
جیسے اجڑے ہوئے کعبے میں صنم ہوتا ہے

MashalBooks.org

ذرا سوچ لو

اپنے دل میں اُسے بساؤ گے
خوب سینے سے بھی لگاؤ گے

رات لوری سناؤ گے اُسکو
ہر صبح گیت گنگناؤ گے

اُس کو پانے کی بات کرتے ہو
پا لیا تو کہاں چھپاؤ گے

پیار کرنا سہل سا لگتا ہے
سوچ لو کس طرح نبھاؤ گے

کتنے لوگوں سے دشمنی لو گے
کتنی چنگاریاں بجھاؤ گے

تم تغیر مزاج ہو سائیں
اپنی باتوں کو بھول جاؤ گے

MashalBooks.org

تباہیوں کی وجہ

عبادتوں سے اطاعت جڑی ہوئی نکلی
سزا جزا تو یہیں سامنے کھڑی نکلی

میں دشمنوں سے ہمیشہ ڈرا سا رہتا تھا
تباہیوں کی وجہ میری دوستی نکلی

ہمیشہ غیر سے احساس کی توقع کی
خود اپنے پیچ بلاؤں کی بےحِسی نکلی

اٹھے سوال تو پہنچائے عِلم والوں کو
کسی جواب سے اب تک نہ تشنگی نکلی

وہ پڑھ رہا تھا خدا کا کلام ہی سائیں
مگر دعاؤں میں نفرت بھری ہوئی نکلی

MashalBooks.org

خواہشیں خواہشیں

جام نفرت سے بھرا ہے اِسے خالی کر دے
پھر ہمیں پیار کی دولت کے سوالی کر دے

رنج و غم ابر کی مانند ہیں چھائے ہر سو
راحتیں بھیج ہر اِک رنگ جمالی کر دے

دیس اپنے میں رہیں امن ہو خوشحالی ہو
ختم افلاس مِرے گھر کو مثالی کر دے

ہم کہ اقوام کے درجوں میں گرے جاتے ہیں
ایسی فہرست میں تھوڑا سا شمالی کر دے

میں نہیں چاہتا دنیا ہو مِرے قبضے میں
یہ تمنائیں محض خام خیالی کر دے

صرف اتنی سی دعا مانگ رہا ہے سائیں
دل کو حساس نظر دیکھنے والی کر دے

MashalBooks.org

ویتنام... فراز کی نظم 'کالی دیوار' کا جواب

جس کو شکایتیں ہیں وہ ہم سے رجوع کرے
ہم ہیں تمام دہر کا ٹھیکہ لیے ہوئے

نظم

آپ کا مرتبہ سخن میں ہے
یہ حقیقت مِرے ذہن میں ہے

بات سے اب جو بات نکلی ہے
باعثِ اختلاف نکلی ہے

آپ کی نظم ہی کا قصہ ہے
کالی دیوار نام جس کا ہے

جو کہ امریکیوں کے نام بھی ہے
اور کچھ ذکرِ ویتنام بھی ہے

MashalBooks.org

اِس کو سن کر مجھے خیال آیا
چند لمحے ذرا ملال آیا

یہ تو حد ہی فراز کر ڈالی
واعظوں والی بات کر ڈالی

کیوں عیاں اپنے راز کرتے ہو
کیسی باتیں فراز کرتے ہو

کالی دیوار پر جو درج ہوئے
اور اُس معرکے میں حرج ہوئے

ہاں اُسی قوم کے دلارے تھے
یہ بھی سچ ہے وہ جنگ ہارے تھے

پر جو فاتح تھا اُس نے کیا پایا
ایک مدت سنبھل نہیں پایا

روس بھی اُسکا آسرا نہ ہوا
چین سے کوئی فائدہ نہ ہوا

MashalBooks.org

فتح پائی ثمر حسیں نہ ہوئے
یعنی خوشحال تو مکیں نہ ہوئے

کشتیوں والے لوگ یاد کرو
ویتنامی عوام ہی تھے وہ

جنگ کے بعد چند سالوں میں
دیس کو چھوڑ چھوڑ بھاگے جو

کامیابی کی یہ مثال نہیں
روشنی ہے مِرا خیال نہیں

کیونکہ آخر میں کچھ عجیب ہوا
پھر سے بھایا ہے اُنکو امریکا

وہ مخالف نظام سے جیتے
مڑ کے اُسکی طرف ہی لَوٹ آئے

اُن کو فاتح میں کس طرح کہہ دوں
وہ اجالوں کو گھر نہیں لائے

MashalBooks.org

تھوڑا جاپان کو بھی یاد کیا
ہیروشیما کا پھر سے نام لیا

ناگاساکی کا ذکر کر ڈالا
پھر مجھے محوِ فکر کر ڈالا

میرے ساتھی رہے ہیں جاپانی
اِس لیے ہے ذرا سی حیرانی

وہ کہاں بم کا ذکر کرتے ہیں
ہم مسلماں یہ فکر کرتے ہیں

جب بھی اُن دو بموں کی بات ہوئی
روحِ مسلم بہت اداس ہوئی

جیسے جاپان پر گرے ہی نہیں
اُنکو اتنے بڑے گلِے ہی نہیں

جیسے ہم پر گرا گیا کوئی
ہم کو نیچا دکھا گیا کوئی

MashalBooks.org

سانحہ کوئی ہو کہیں پر بھی
ہم نے سمجھا ہوا ہے ہم پر ہی

بات گویا فراز ہے اتنی
جنگ میں جیت کوئی جیت نہیں

اور باتیں ہیں اِس میں شامل بھی
ملک رہنے کے ہو تو قابل بھی

بھوک افلاس مار ہی تو ہیں
عدمِ انصاف ہار ہی تو ہیں

جو بھی امریکیوں سے جلتے ہیں
پا کے موقع وہیں کو چلتے ہیں

امن ہے جنگ سے کہیں اوپر
اور انصاف ظلم سے برتر

یہ بھی دیکھا ہے آنکھ نے اکثر
ہار نکلی ہے جیت سے بہتر

MashalBooks.org

جیت کر ویتنام ہار گیا
ہارا جاپان تو عظیم ہوا

جرمنی ہارا کامیاب رہا
ملکِ افغان جیت کر اجڑا

اور پھر کوریا کی بات آئی
فتح و نصرت کو جیسے مات آئی

اِک شمالی ہے جیت کر پیچھے
اِک جنوبی کہ ہار کر آگے

دیس کچھ اور بھی مثال ہوئے
جنگ ہارے تو نیک حال ہوئے

ایک اُن میں ہے ملکِ پانامہ
دوسرا غالباً گریناڈا

سربیا بھی ذہن میں آیا ہے
ہار مانی تو امن پایا ہے

MashalBooks.org

پھر وہ صومالیہ بھی یاد آیا
کیا زمانہ فتح کے بعد آیا

اپنے وطنِ عزیز کو دیکھو
مرض دیکھو مریض کو دیکھو

ہم بھی جیتے تھے اپنی آزادی
ہو کے آزاد ہم غلام ہی ہیں

ہم پہ امن و سکوں حرام ہی ہیں
رشوتیں بھی تو عام شام ہی ہیں

ہر طریقے سے بے لگام ہی ہیں
خود ہی کہتے ہیں نیک نام ہی ہیں

گویا یہ فطرتِ مسلماں ہے
ہار کے نام سے گریزاں ہے

یوں تو سادہ سی بات ہے لیکن
ہم میں کم ہی یہ راز سمجھیں گے

MashalBooks.org

میں سمجھتا تھا آپ سمجھے ہیں
اب یہ لگتا ہے کہ نہیں سمجھے

صرف اتنا فراز کہنا ہے
آپ اندر سے مولوی نکلے

آپ میں بھی حسد کا جذبہ ہے
جس کا ہم سب کے دل پہ قبضہ ہے

یہ نہ سوچیں کہیں اکیلے ہیں
ہر طرف نفرتوں کے میلے ہیں

کالی دیوار میں نہ تھا لیکن
حرفِ تمہید میں کیا شامل

کچھ سیاق و سباق کر ڈالا
یعنی ذکرِ عراق کر ڈالا

لیجئے اب یہ بات بھی سنیے
داستانِ عراق بھی سنیے

MashalBooks.org

واقعہ یہ عراق میں ہو گا
ہار جائے گا پھر سے امریکا

فوج واپس بلائی جائے گی
کالی دیوار اِک نئی شاید

پھر کہیں پر بنائی جائے گی
سارے جگ میں دہائی جائے گی

دیکھیے پھر سے کیسا کام ہوا
یہ تو اِک اور ویتنام ہوا

جبر و ظلمت کا اختتام ہوا
اور اونچا خدا کا نام ہوا

ہاں مگر اِس کے بعد کیا ہو گا
امن پھر بھی نہیں رچا ہو گا

مارا ماری عراق میں ہو گی
جنگ جاری عراق میں ہو گی

MashalBooks.org

پہلے ایران سے ہوئی تو تھی
اتنی مخلوق تب مری تو تھی

کربلا بھی عراق تھا شاید
سانحہ کربناک تھا شاید

ہم مسلماں لڑیں گے آپس میں
ظلم کرتے رہیں گے آپس میں

جو ہیں تگڑے وہ اور بھی تگڑے
جو پسے ہیں وہ پستے جائیں گے

خود پہ ہم جو لگاتے رہتے ہیں
وہ سبھی زخم رستے جائیں گے

ہم سے کچھ اور ہو نہ ہو لیکن
طیش میں دانت گھستے جائیں گے

عرض کرتا ہوں عاجزی کے ساتھ
ویسے ہے تو ذرا پرانی بات

MashalBooks.org

ایک احمق سے دوست کی نسبت
دشمنِ ہوشمند ہے بہتر

ہم ہیں انسان ہی خدا تو نہیں
زندگی بھی فقط انا تو نہیں

ہارنا اسقدر بُرا تو نہیں
جیت میں ہی چھپی جِلا تو نہیں

زندگی اِس کے ماسوا بھی ہے
جنگ ہارو تو فائدہ بھی ہے

ہیروشیما ہے کربلا بھی ہے
جرمنی بھی ہے سربیا بھی ہے

میرا ناقص ذہن سہی لیکن
کچھ حقیقت سے واسطہ بھی ہے

دیکھا جائے تو اِس نظریئے میں
سوچ کا زاویہ نیا بھی ہے

MashalBooks.org

ہم کو امن و سکون مل جائے
ایک سائیں کی یہ دعا بھی ہے

ویتنام پر پہلا جواب

نظم بھیجی سوال آئے ہیں
جیسے کچھ ذہن گدگدائے ہیں

لیجیے اِک جواب تو لیجے
ویتنامی حساب کو لیجے

دورِ حاضر کی بات کو لیجے
آج سے چند سال ہی پہلے

ویتنامی بھی ہار مان گئے
اپنے سود و زیاں کو جان گئے

جس کی خاطر بہت لڑائی کی
اُس ہی دستور سے جدائی کی

MashalBooks.org

اور جب سے یہ ہار مانی ہے
اُن کے پاؤں میں کچھ روانی ہے

تھوڑے خوشحال ہو گئے ہیں وہ
اپنے پاؤں پہ اب کھڑے ہیں وہ

اُن کا اِک اور فیصلہ بھی تھا
دوست پھر کر لیا ہے امریکہ

ویتنام پر دوسرا جواب

نظم بھیجی سوال آئے ہیں
جیسے کچھ ذہن گدگدائے ہیں

ایک یہ بھی سوال آیا ہے
ہار کا زخم ہم نے کھایا ہے

ہم نے بنگال بھی گنوایا ہے
کیوں مگر فائدہ نہ پایا ہے

MashalBooks.org

ہم اکہتر کی جنگ ہارے تھے
ایک سے دو ہوئے ہمارے تھے

ہم نے جھیلے بہت خسارے تھے
لاکھ قیدی بنے دلارے تھے

ہار دل سے مگر نہیں مانی
کچھ بہانے بنا لیے یعنی

سازشوں کا لباس پہنایا
خوب اپنے دلوں کو بہلایا

اپنے زخموں کو خوب سہلایا
اور کچھ اِس طرح سے فرمایا

ایسا ہوتا تو جیت جاتے ہم
ویسا ہوتا تو جیت جاتے ہم

فتح ونصرت کے گیت گاتے ہم
دشمنوں کو سبق سکھاتے ہم

MashalBooks.org

کس قدر سخت وہ ترانے تھے
دل کو لگتے بڑے سہانے تھے

پیچھے دشمنوں کا دھر رگڑا
آج مٹ جائے کفر کا جھگڑا

اور جب ہم شکست کھا بیٹھے
آدھا حصہ بھی ہم گنوا بیٹھے

اُس پہ بنگالیوں کا نام لکھا
اُنکی غدّاریوں کا نام لکھا

دیکھنے میں تو وہ شکست رہی
باتوں باتوں میں فتح کر ڈالی

پھر سے لڑنے کے منتظر نکلے
ہار میں سے بھی جیت کر نکلے

اور کچھ اُس کے یہ اثر نکلے
سب نتیجے الٹ مگر نکلے

MashalBooks.org

اور اب ایسی رہ گئی حالت
بھوک افلاس ہر طرف غربت

اور اوپر سے مل گئی دہشت
کیا ہوا ہیں تو ایٹمی طاقت

اس لیے ہم ابھی بھی فاتح ہیں
اپنی عظمت کے گیت گاتے ہیں

اور اِس کی بھی ایک وجہ ہے
اپنے مذہب میں ایسا لکھا ہے

یہ مسلماں کبھی نہ ہاریں گے
جنگ میں زندگی گزاریں گے

غیر تگڑے اگر ہوئے اِن سے
پھر یہ اِک دوسرے کو ماریں گے

کاش ہم ہار ماننا سیکھیں
ایسے کچھ راز جاننا سیکھیں

MashalBooks.org

امن کے بھی بہت فضائل ہیں
پر ہمارے الٹ دلائل ہیں

اناؤں کی تلاش

نئی نئی سی نواؤں کو ڈھونڈنے نکلے
مِرے خیال صداؤں کو ڈھونڈنے نکلے

مساجدوں میں پکاریں ہیں کامرانی کی
یہاں بھی لوگ اناؤں کو ڈھونڈنے نکلے

کبھی کبھار کسی غیر کے لیے بھی ہوں
کوئی تو ایسی دعاؤں کو ڈھونڈنے نکلے

چلیں تو امن کی ٹھنڈک بکھیرتی جائیں
ہم اِس طرح کی ہواؤں کو ڈھونڈنے نکلے

خدا کے گھر میں کھڑے سوچتے رہے سائیں
گناہ کر کے جزاؤں کو ڈھونڈنے نکلے

MashalBooks.org

مسائل کی پرورش

زمیں پہ اپنا عجب سا مقام ہے شاید
ہماری قوم بہت بے لگام ہے شاید

ہمارا کام مسائل کی پرورش کرنا
اِسی لیے تو مسلمان نام ہے شاید

ذرا سی بات پہ مرنا یا مار دینا ہے
سمجھ لیا ہے یہی نیک کام ہے شاید

ہر ایک ملک جہاں ہم ہیں آمریت ہے
ہمیں پسند فقط یہ نظام ہے شاید

تمام وقت ہی دشمن تلاش کرتے ہیں
کہ جیسے جنگ خدا کا پیام ہے شاید

ملے نہ غیر تو آپس میں لڑ لیا سائیں
کہ مار دھاڑ میں پنہاں انعام ہے شاید

MashalBooks.org

بے سود تقسیم

بات سادہ سی کہوں گا بڑی تعظیم کے ساتھ
دیس بنتا ہے فقط امن سے تعلیم کے ساتھ

مجھ کو ٹکڑوں میں کیا تھا تو سنوارا کیا ہے
کون خوشحال ہوا ہے میری تقسیم کے ساتھ

کوئی جھگڑا بھی اگر ہو تو نمٹ جاتا ہے
تھوڑا افہام کے بل پر ذرا تفہیم کے ساتھ

دل ہی جب صاف نہیں ہوں تو بدلتا کیا ہے
بات بنتی نہیں دستور میں ترمیم کے ساتھ

کس لیے ہم میں صداقت کی کمی ہے سائیں
کچھ خرابی ہے کہیں اپنے جراثیم کے ساتھ

MashalBooks.org

عدمِ خود تنقیدی

ہم فلسطیں کی بات کرتے ہیں
خوب ذکرِ عراق کرتے ہیں

فکرِ کشمیر ہم کو لاحق ہے
چیچنیا سے بڑی محبت ہے

کیوں بہاری نظر نہیں آئے
دارفوری بھی دِکھ نہیں پائے

ظلم کُردوں پہ ہو گئے ہم سے
آچہ والے بہت مرے ہم سے

غیر کرتے ہیں سو وہ کرتے ہیں
ہم تو اپنوں پہ ظلم کرتے ہیں

ماری کلہاڑیاں ہیں پیروں پر
انگلیاں پھر اٹھائیں غیروں پر

MashalBooks.org

کاش ہم خود کو جانچنا سیکھیں
اپنے دامن میں جھانکنا سیکھیں

سہانے ملک

دیس باقی ہو ترانے بھی ہوا کرتے ہیں
عظمتوں والے فسانے بھی ہوا کرتے ہیں

آج پردیس کو دیکھا تو یہ احساس ہوا
ملک دنیا میں سہانے بھی ہوا کرتے ہیں

نوکرِ شاہ کی تقریر کا مطلب یہ ہے
ظلم کرنے کے بہانے بھی ہوا کرتے ہیں

تِیر نکلے ہیں تو آئے ہیں ہماری جانب
آج ہم اُنکے نشانے بھی ہوا کرتے ہیں

پھر نیا خواب سنایا تو یہ آواز لگی
کچھ حسیں خواب پرانے بھی ہوا کرتے ہیں

MashalBooks.org

کس لیے بیٹھ رہے ایک جگہ پر سائیں
کیا فقیروں کے ٹھکانے بھی ہوا کرتے ہیں

سایۂ حسد

یہ اِک سوال کہ مغرب میں کیا انوکھا ہے
ضرور کوئی ہماری نظر کا دھوکہ ہے

ہمارے لوگ اُسی سمت کوچ کرتے ہیں
نجانے کتنے اِسی جستجو میں مرتے ہیں

وہاں سنا ہے کہ انسان کے حقوق بھی ہیں
ہر ایسی بات کو لیکر ہمیں شکوک بھی ہیں

کیا بلند انہوں نے مقام عورت کا
مٹا دیا ہے نشاں آدمی کی غیرت کا

ہماری رائے میں وہ لوگ بے حیا بھی ہیں
وہ بددماغ بھی ہیں اور بے وفا بھی ہیں

MashalBooks.org

خدا کی ذات پہ کم ہی یقین ہے اُنکو
بہت عزیز مگر یہ زمین ہے اُنکو

وہاں کسی کو قیامت پہ اعتبار نہیں
کسی بہشت یا جنت کا انتظار نہیں

اگرچہ اُن کے دلوں میں فتور رہتے ہیں
عجب ہے بات کہ رشوت سے دُور رہتے ہیں

اِس ایک بات کو لیکر میں سوچتا ہی رہا
یہی سوال مِرے سر کو نوچتا ہی رہا

کیا ہے غور تو اتنا جواب آیا ہے
ہماری سوچ کے اوپر حسد کا سایہ ہے

ہمیں نہ عِلم نہ محنت سے ہی لگاؤ ہے
ہوا چلی ہے جدھر کی وہیں بہاؤ ہے

وہاں گئے تو انہیں بھی خراب کرتے ہیں
درونِ کفر بھی حاصل ثواب کرتے ہیں

MashalBooks.org

کبھی کبھی تو ذہن میں یہ بات آئی ہے
منافقت ہی حقیقت میں بے حیائی ہے

ہمارے بیچ بلاؤں کی رشوتیں بھی ہیں
دلوں میں بغض عداوت ہے غیبتیں بھی ہیں

جوانیوں میں مظالم ہزار کرتے ہیں
ضعیف عمر میں اللہ سے پیار کرتے ہیں

شکایتیں تو ہمیں ہیں بہت ہی غیروں سے
انہی کو ووٹ دیئے جا رہے ہیں پیروں سے

MashalBooks.org

مجازوں کی تلاش

وہ پانچ وقت نمازوں کی بات کرتے ہیں
پھر اُس کے بعد حجازوں کی بات کرتے ہیں

یہاں اناج نہیں مل رہا غریبوں کو
وہاں وہ بم کی جہازوں کی بات کرتے ہیں

ہمیں ہے فکر کہ عورت پہ ظلم ہے پیہم
وہ غیرتوں کے تقاضوں کی بات کرتے ہیں

رقابتوں سے بہت فائدے رہے جن کو
وہ ہر طرح کے محاذوں کی بات کرتے ہیں

گماں ہوا کہ انہیں زندگی سے نفرت ہے
شہادتوں کی جنازوں کی بات کرتے ہیں

وہ جانتے ہیں ہمیں کس طرح سے بہلائیں
کبھی کبھار گدازوں کی بات کرتے ہیں

MashalBooks.org

ہمارے ذہن ہی تاریک ہو گئے سائیں
تمھی سے آج یہ رازوں کی بات کرتے ہیں

عجب قانون

سونامیاں قحط کہیں طاعون آئے ہیں
ٹی وی کو دیکھ دیکھ یہ مضمون آئے ہیں

موبائیلوں کے دَور میں سب ہی ہیلو ہیلو
چھوٹے بڑوں کے ہاتھ میں اب فون آئے ہیں

گاڑی میں ٹھنڈ گھر میں دفاتر میں ٹھنڈ ہے
باہر تو جھانکئے کہ مئی جون آئے ہیں

رشوت پہ ڈھیل چور کی چمڑی ادھیڑ دو
میرے وطن میں خوب یہ قانون آئے ہیں

آدھی گئی تھی رات کہ دستک سنائی دی
پھر کوتوال مارنے شبخون آئے ہیں

MashalBooks.org

ہم گھر کو لَوٹ آئے تو سائیں یہی سنا
جانے کہاں سے گھوم کے مجنون آئے ہیں

پہاڑ حائل

وہ کہہ رہے ہیں کہ تعداد کے فضائل ہیں
مجھے ہے خوف کہ محدود سے وسائل ہیں

زباں پہ قفل لگانے کا حکم صادر ہے
پھر اُس کے بعد ملے ڈھیر سے دلائل ہیں

یہاں تو عِلم بھی ملتا ہے رشوتیں دے کر
تو کیا کہیں کہ ہمیں کیا سے کیا مسائل ہیں

یہ کس طرح سے کہیں زندگی سہل نکلی
کئی پہاڑ ابھی رہگزر میں حائل ہیں

انہیں گلہ ہے فقط ہم سے ایک ہی سائیں
کہ منکروں میں نہیں ہیں نہ دل سے قائل ہیں

MashalBooks.org

ارمان ذرا ذرا

ہمارا گاؤں ابھی تک ہرا ہرا سا ہے
ہر ایک فرد مگر کیوں مرا مرا سا ہے

یہاں کے پھول چھپائے ہوئے ہیں کانٹوں کو
گلوں کو دیکھ کے بھنورا ڈرا ڈرا سا ہے

یہ عظمتوں کی دلیلیں سنبھال کر رکھیے
انا کی بات سے دل ہی بھرا بھرا سا ہے

میں اُس کی بات میں لغزش تلاش کرتا ہوں
ہر ایک لفظ اگرچہ کھرا کھرا سا ہے

کبھی تو امن کی ٹھنڈک نصیب ہو سائیں
ابھی بھی دل میں یہ ارماں ذرا ذرا سا ہے

MashalBooks.org

بھوکے بچے

برگ پیڑوں سے جھڑ گئے ہونگے
خشک ہو کر سکڑ گئے ہونگے

پھر سے موسم ہوئے ہیں سردی کے
بھوکے بچے ٹھٹھر گئے ہونگے

چند سپنے تھے گھر بنانے کے
جھونپڑ ی میں بکھر گئے ہونگے

طفل مکتب میں پڑھنے آئے تھے
کیسے بارش میں گھِر گئے ہونگے

وہ جو ملنے سے ہچکچاتے ہیں
میری باتوں سے ڈر گئے ہونگے

لوگ خاموش ہو گئے سائیں
گویا اندر سے مر گئے ہونگے

MashalBooks.org

مُنہ میں نوالہ

ذہن ماؤوف لبوں پر کوئی نالہ نہ رہا
شہرِ قاتل میں کوئی بولنے والا نہ رہا

اپنے مرنے کا عمل دیکھ رہا ہوں لیکن
میرے ہاتھوں میں کبھی زہر کا پیالہ نہ رہا

اتنا بے بس بھی کسی کو نہیں پایا ہو گا
رزق ہاتھوں میں رہا مُنہ میں نوالہ نہ رہا

حاکمِ وقت نے اقوام کی مجلس میں کہا
اب مِرے دیس میں گڑبڑ یا گھٹالا نہ رہا

اہلِ سرکار پہ تنقید سے پرہیز کرو
یوں تو کہنے کو زباں پر کوئی تالا نہ رہا

آنکھ بینائی سے محروم ہوئی ہے سائیں
کیسے کہہ دوں کہ مِرے گھر میں اجالا نہ رہا

MashalBooks.org

بربادی کا راز

بات سادہ ہے مگر بات یہ بنیادی ہے
پیر چادر سے نکل جائیں تو بربادی ہے

ہر نئے سال نئی جان کو پیدا کرنا
جیسے اِس کام کی خاطر ہی بنی شادی ہے

مدتوں بعد میں لَوٹا ہوں وطن کو اپنے
ایسا لگتا ہے کہ ہر سمت ہی آبادی ہے

میں اُسے قائدِاعظم کی سفارش دے دوں
جس نے رستے میں سواری میری رکوا دی ہے

کوئی منصب کی تجارت میں یہاں تک پہنچا
گھر کے نزدیک ہی مسجد نئی بنوا دی ہے

ایک دانا نے کہا تھا کہ نشہ ہے مذہب
یہ صحیح ہے تو ہر اِک شخص یہاں عادی ہے

MashalBooks.org

عدمِ انصاف ہے دراصل غلامی سائیں
چاہے سالار یہ جتلائیں کہ آزادی ہے

موت سے لگاؤ

نہ دعاؤں میں اثر نہ کسی فریاد میں ہے
آپسی خون بہایا گیا بغداد میں ہے

موت کے ساتھ لگاؤ ہے نجانے کیوں کر
یہ تصور بھی کہیں قوم کی بنیاد میں ہے

خون کے بل پہ مسائل کو ہرا ہی رکھنا
یہ فسانہ تو ازل سے میری روداد میں ہے

اُن کو دشمن بھی کہا اُن کا سہارا بھی لیا
اہلِ غیرت کا دھیاں مغربی امداد میں ہے

روزگاروں کے مسائل ہیں جہاں بھی ہم ہیں
اور کہتے ہیں کہ برکت بڑی تعداد میں ہے

عمر سائیں نے گزاری ہے انہی سوچوں میں
اِک انوکھا سا خزانہ دلِ برباد میں ہے

غیرت اور بے غیرتی

میرا پیدائشی رشتہ جو ہے پنجاب سے ہے
دوستی دہر کی ہر نسل کے احباب سے ہے

زندگانی کے بہت راز نظر سے گزرے
نسلِ انسان کے انداز نظر سے گزرے

بولا پختون کہ پنجاب میں غیرت ہی نہیں
ہم یہ کہتے ہیں پٹھانوں سی جہالت ہی نہیں

اہلِ پنجاب مہاجر کو یہی کہتے ہیں
کیسے انسان ہیں غیرت سے بری رہتے ہیں

جو مہاجر ہیں وہ پھر ہم کو پلٹ کر بولے
کتنے جاہل ہیں یہ پنجاب میں رہنے والے

MashalBooks.org

گویا اِس بات کو سوچا ہے بڑی مدت سے
ایک احساس جو ابھرا ہے ذرا شدت سے

ہم مسلمان ہیں ہم سب میں بڑی غیرت ہے
اور ہر قوم جو مسلم نہیں بے غیرت ہے
ویسے اِس بات پہ رہتی تو مجھے حیرت ہے

کچھ مسلمان تو جاپان پہ حیران بھی ہیں
جن سے بم کھائے وُہی دوست مہربان بھی ہیں
ہم کو لگتا ہے وہ کمزور ہیں بے جان بھی ہیں
اُنکے پرامن طریقوں سے پریشان بھی ہیں

آؤ دکھلائیں انہیں لوگ مسلمان بھی ہیں
جنگ کے ساتھ جڑے دیر سے افغان بھی ہیں
بم بنانے میں لگے پاک بھی ایران بھی ہیں
بھوک افلاس کی زد میں ہیں پشیمان بھی ہیں

ہم جو غیرت کا کوئی ڈھول لیے پھرتے ہیں
اونچے اونچے سے فقط بول لیے پھرتے ہیں

MashalBooks.org

کیا ہے سوغات جو انمول لیے پھرتے ہیں
جا کے جاپان بھی کشکول لیے پھرتے ہیں

دیکھا جائے تو بہت امن کے انعام بھی ہیں
بم بنانے کے سوا اور بہت کام بھی ہیں
زندہ قوموں میں کھڑے جرمنی جاپان بھی ہیں

غیر کیا سوچتے ہونگے یہ کبھی سوچا ہے
ہم نے جس چیز کو یوں سر پہ اٹھا رکھا ہے
یہ کہیں اصل میں پسماندہ روی ہی تو نہیں
روشنی اور اجالوں کی کمی ہی تو نہیں

ہو نہ ہو ہم بھی تمدن میں کہیں پیچھے ہوں
فکر و تعلیم کی سیڑھی پہ کھڑے نیچے ہوں

عِلم و تہذیب کی عظمت تو عیاں ہے ہم پر
سچ کا ادراک مگر تھوڑا گراں ہے ہم پر

دل میں احساس بھی ہے غیر کہیں آگے ہیں
جب بھی مقدُور ہوا اُن کی طرف بھاگے ہیں

MashalBooks.org

میری آنکھوں کو یہی بات نظر آئی ہے
لفظِ غیرت نے جہالت کی جگہ پائی ہے

جو پچھڑ جائے وہ غیرت کا لبادہ اوڑھے
جس سے پچھڑا ہو اُسے زود بے غیرت کہہ دے

بھوک افلاس خلاؤں سے نہیں آتے ہیں
زخم ہم اپنی اناؤں سے یہیں کھاتے ہیں

غیر قوموں نے اناؤں کو ذرا دُور کیا
رات اندھیر رہی صبح کو پرنور کیا

میری اِس بات پہ غصہ ہی نہیں کر لینا
چند لمحوں کے لیے غور ذرا کر لینا

MashalBooks.org

میرے اندر کے وکیل

خود اپنے آپ میں محوِ دلیل رہتے ہیں
اِس ایک بات میں ہم خود کفیل رہتے ہیں

دل و دماغ بحث ختم ہی نہیں کرتے
میں کیا جگہ ہوں کہ مجھ میں وکیل رہتے ہیں

کچھ اپنے ذہن کی رفتار سست نکلی ہے
پھر اُن کی بات میں جملے سکیل رہتے ہیں

وہاں گئے تو وہیں کے نہ ہو کے رہ جائیں
کہ اُس گلی میں حسین و جمیل رہتے ہیں

گھنیری زلف کے سائے نظر کی گہرائی
مثالِ ابر ہیں بالائے جھیل رہتے ہیں

انہیں گلہ ہے کوئی مل نہیں سکا اُن سے
جو اپنے گرد بنائے فصیل رہتے ہیں

MashalBooks.org

یہ ابتداء ہے رسد کو سنبھال کر رکھیے
سفر میں اور بہت سنگِ میل رہتے ہیں

تمہیں کسی سے توجہ نہیں ملی سائیں
بڑا شہر ہے مگر دل بخیل رہتے ہیں

ذوقِ تخریب

یہ تخیل بھی الگ سا کوئی سرمایہ ہے
اِس نے مایوس کیا اِس نے ہی بہلایا ہے

کم سے کم دُور سے امید ہوا کرتی تھی
قربتوں نے تو فقط پیاس کو بھڑکایا ہے

ایک چہرہ کہ ہر اِک نقش ہے پہلے جیسا
ایک دھوکہ جو کسی آنکھ نے پھر کھایا ہے

فعل منفی بڑے آسان ہوا کرتے ہیں
عملِ مثبت کو بھلا کس نے سہل پایا ہے

MashalBooks.org

کون جانے کہ وہ تعمیر ہوئی تھی کیسے
ہم کو ڈھانی تھی عمارت سو اُسے ڈھایا ہے

آگ اِک فرد نے چپکے سے لگا دی سائیں
شہر سارا ہی بجھانے کو چلا آیا ہے

مصنوعی فخر سے اِنکار

اپنے جذبات کا اظہار تو کر سکتا ہوں
اے وطن تجھ سے ذرا پیار تو کر سکتا ہوں

تو مِرا گھر ہے گلی ہے تو چمن ہے میرا
بات اتنی ہی بہت ہے تو وطن ہے میرا

تو مِری ماں کی طرح ہے تو مِرا باپ بھی ہے
میری تخلیق میں شامل یہ تری خاک بھی ہے

تیری عظمت کے ترانے بھی بہت گائے ہیں
خواب در خواب تری یاد سے مہکائے ہیں

MashalBooks.org

جو ترے کھیت ہیں سرسبز ہیں زرخیز بھی ہیں
دل یہاں جذبۂ ایثار سے لبریز بھی ہیں

کوہساروں پہ برف حاملِ پانی ہے ابھی
تیرے دریاؤں میں پانی کی روانی ہے ابھی

قدرتی حسن ہے اِس پر تو نظر رہتی ہے
تیرے حالات سے تکلیف مگر رہتی ہے

جب سے آزاد ہوئے کم ہی سنورتا دیکھا
یہ بھی سچ ہے کہ بتدریج بگڑتا دیکھا

عِلم کی دوڑ میں پچھڑے تو پچھڑتے ہی گئے
بھوک افلاس غریبوں کو جکڑتے ہی گئے

ہر نئے سال گئے سال سے بدحال ہوئے
عدمِ انصاف سے قانون بھی پامال ہوئے

آمریت نے غلامی کو رواں رکھا ہے
فوج نے اپنی حکومت کو جواں رکھا ہے

MashalBooks.org

نوکرِ شاہ نے لُوٹا ہے ہمیشہ ہمکو
رہنماؤں نے بنایا ہے تماشا ہمکو

اور جو لوگ یہاں دین کے گُن گاتے ہیں
اصل مسئلوں سے توجہ ہی تو ہٹواتے ہیں

وہ ہمیں غیر سے لڑنے پہ بھی اکساتے ہیں
ہو نہ ہو آپسی جھگڑوں میں تو الجھاتے ہیں

اور آخر ہمیں تقدیر یہاں لائی ہے
بدنظامی میں سرِ ورق جگہ پائی ہے

میری یہ بات کوئی راز نہیں ہے اب تو
ساری دنیا کے جریدوں میں چھپی ہے اب تو

میں نے دیکھے ہیں کئی ملک علاوہ تیرے
اور یہ سوچ کھٹکتی ہے ذہن میں میرے

جب کہ اغیار اجالوں میں رہا کرتے ہیں
ہم فقط خام خیالوں میں رہا کرتے ہیں

MashalBooks.org

یہ حقائق نظرانداز کروں تو کیسے
مصنوعی فخر کروں ناز کروں تو کیسے

میں ہوں تیرا یہی اقرار میں کر سکتا ہوں
اے وطن تجھ سے فقط پیار میں کر سکتا ہوں

جیسے لوگ ویسی امامت

ترکِ مے اور یہ رندوں سے عداوت کیسی
آخری عمر میں واعظ کی اطاعت کیسی

بندگی فرد کا رشتہ ہے خدا سے لیکن
جس کا اعلان کیا جائے عبادت کیسی

داہنے ہاتھ سے دیتے ہو مگر یاد رہے
بائیں کو اُسکی خبر ہو تو سخاوت کیسی

لوگ جیسے ہوں انہی جیسی امامت ہوگی
ہم اگر ٹھیک نہیں ہیں تو شکایت کیسی

MashalBooks.org

آپ آئے ہیں تو آرام سے رہیے جاناں
ایک سائیں کا ٹھکانہ ہے اجازت کیسی

جھوٹ کی تاویل

بلاوجہ کا ہر اِک شخص سے ملال ہی ہے
کہ اِن دنوں میں ذرا زندگی محال ہی ہے

یہاں پہ لوگ ہیں جتنے جواب بھی اتنے
میں کہہ رہا ہوں مِرا صرف اِک سوال ہی ہے

نئی سی بات سنی ہے کسی جگہ میں نے
کہ حق کے حق میں ہمیں جھوٹ بھی حلال ہی ہے

تو ایسے حال میں سچائی کا پنپنا کیا
ملاوٹوں کے لیے ڈھال یہ کمال ہی ہے

ہر ایک بات ہے واعظ کی مصنوئی سائیں
یہ اور بات کہ آواز میں جلال ہی ہے

MashalBooks.org

بعد میں احساس

لبوں سے جام لگانے کے بعد یاد آیا
وہ آج ایک زمانے کے بعد یاد آیا

بدن میں سانس بھی اپنی نہیں ہوا کرتی
کسی کے جان سے جانے کے بعد یاد آیا

وہ کہہ گیا تھا یہاں منتظر نہیں رہنا
صبح چراغ بجھانے کے بعد یاد آیا

لڑائیوں کے علاوہ بھی راستے ہونگے
ہزار خون بہانے کے بعد یاد آیا

پھر ایک بار کوئی غیر نہ ہیلو کہہ دے
یہ ہمکو فون ملانے کے بعد یاد آیا

وہ میری ذات کی پہچان بن گیا سائیں
جو صرف قومی ترانے کے بعد یاد آیا

MashalBooks.org

اے کاش

طفل مکتب میں پڑھے کام پہ مزدُور لگے
کیا ہی اچھا ہو کوئی شخص نہ مجبور لگے

دل کی دنیا میں اجالوں کا سماں ہو ایسے
شام روشن سی لگے رات بھی پرنور لگے

اُنکو سوچا تو لگا پاس کھڑے ہیں میرے
چھونا چاہا تو یکایک وہ بہت دُور لگے

لوگ کہتے ہیں کہ آزاد ہوئی ہے دنیا
سب کے سب اپنی ہی دیوار میں محصور لگے

جھوٹ رشوت کا یہ ماحول عجب ہے سائیں
جانے اِس قوم کو کس طور یہ ناسور لگے

MashalBooks.org

مظالم کی ڈھال

ادھیڑتے جو غریبوں کی کھال رہتے ہیں
یہاں پہ لوگ بڑے باکمال رہتے ہیں

کسی پہ ظلم کیا پھر خدا کا نام لیا
ہمیشہ دین مظالم کی ڈھال رہتے ہیں

جو رشوتوں کو بھی جائز قرار دے ڈالیں
سب ایسے لوگ سنا ہے نہال رہتے ہیں

حلال رزق میں برکت نہیں رہی باقی
وہی ہیں نیک بُرے جن کے حال رہتے ہیں

یہ آمدیں ہیں خیالوں کا کھَولنا سائیں
ہمارے ذہن میں پیہم ابال رہتے ہیں

MashalBooks.org

جام بھر جانے کے بعد

دم نکل جانے کے دھڑکن کے ٹھہر جانے کے بعد
بات نکلے گی مِری میرے گزر جانے کے بعد

درد کو دل میں بسایا ہے مگر تم دیکھنا
مَے چھلکتی ہے ہمیشہ جام بھر جانے کے بعد

کائناتوں کے سفر کے پیش گو ہم ہی تو ہیں
یاد آیا تھا کسی کے چاند پر جانے کے بعد

ایک جانب یہ کہا کہ خودکشی اِک جرم ہے
پھر کہا کہ زندگی ہے اصل مر جانے کے بعد

دوسروں کی زندگی کا کیا کریں گے احترام
کافروں کے خاتمے کا عزم کر جانے کے بعد

جو بھی ملتا ہے غنیمت جان کر رکھ لیجئے
خواب بھی واپس نہیں ملتے بکھر جانے کے بعد

MashalBooks.org

اُس گلی کا حال سائیں کس طرح معلوم ہو
کوئی لَوٹا ہی نہیں اب تک اُدھر جانے کے بعد

بھٹکنے کا بہانہ

جو منزلوں کو رواں ہو وُہی ڈگر نہ ملی
رُکے نہیں ہیں مگر راحتِ سفر نہ ملی

ترِے کلام یا تیری کسی لکھائی میں
زمین گول تھی اِسکی ہمیں خبر نہ ملی

کسی نے آج یوں جنت پہ روشنی ڈالی
اُدھر کہاں سے ملے گی اگر اِدھر نہ ملی

کھڑے ہوئے ہیں ترے در پہ اسلئے اب تک
کہ لَوٹنے کے لیے ہمکو رہگزر نہ ملی

بھٹک گئے تو بہانہ یہ کر دیا سائیں
خود اپنے آپ پہ قدرت ہی اسقدر نہ ملی

MashalBooks.org

نیل سے کاشغر

خدا کی بات فرشتوں کو ہمسفر کرنا
دلوں میں خوف بسانا ذہن میں ڈر کرنا

گماں ہوا ہے یہی شیخ جی کی باتوں سے
کہ اُن پہ فرض ہے جملے اِدھر اُدھر کرنا

شہر کے لوگ مدد مانگتے رہے اُس سے
کہ جس کا شوق تھا دنیا کو دربدر کرنا

دہن کو خون لگانے کی بات لگتی ہے
خدا کی راہ میں قربان جانور کرنا

تباہیوں کا سبق اِس طرح ملا سائیں
کہ اُٹھ کے نیل سے تسخیرِ کاشغر کرنا

MashalBooks.org

کوئی معاملہ نہیں گزرا

کسی کے بعد کوئی دوسرا نہیں گزرا
مِری نظر سے یہی زاویہ نہیں گزرا

وہ شخص آج بھی منزل کی بات کرتا ہے
کہ جیسے اُس پہ کوئی حادثہ نہیں گزرا

تخیلوں میں وصالوں کے جام بھرنے کا
ہمارے عشق میں وہ مرحلہ نہیں گزرا

مِرے مکان کے دیوار و در شکستہ ہیں
مگر شہر میں کوئی زلزلہ نہیں گزرا

یہ ٹھیک ہے کہ لقب ہے سلامتی والا
تمہی بتاؤ کبھی کربلا نہیں گزرا

تعلقات ہیں پودے ثمر گلِے سائیں
ہمارے بیچ کوئی معاملہ نہیں گزرا

MashalBooks.org

غریبوں کو گھر دیئے ہوتے

رواں کیا تھا تو رختِ سفر دیئے ہوتے
رکاوٹوں کے اشارے ہی کر دیئے ہوتے

زبانِ خلق سنی اَن سنی ہی رہ جاتی
مِری بساط میں ایسے ہنر دیئے ہوتے

کسی امیر کے محلوں پہ اعتراض نہیں
مِرے وطن کے غریبوں کو گھر دیئے ہوتے

صبح سے شام تلک پیار بانٹتے رہتے
ہمیں کسی نے یہ سودے اگر دیئے ہوتے

مِرے مکان میں اندھیر ہے تو کیا سائیں
مِرے شہر تو اجالوں سے بھر دیئے ہوتے

MashalBooks.org

قصہ میرے گاؤں کا

ایک گاؤں کا قصہ سناتا چلوں
جو ہمارا بھی ہے اور تمہارا بھی ہے

اِس میں ہندو جو تھے وہ زمیندار تھے
چودھری نام سے وہ پکارے گئے

اور اہلِ ہنر سب مسلمان تھے
عام لفظوں میں وہ کام والے ہوئے

تھوڑے عیسائی بھی تھے مکیں اِس جگہ
جن کا پیشہ شروع سے صفائی رہا

کھیتی باڑی یہاں کی معیشت رہی
سب ہنر اِس کی جانب ہی مرکوز تھے

تھا زمیندار کا سب سے پہلا مقام
بعد میں کام والے ہنرمند تھے
اور عیسائی تھے سب سے نیچے کھڑے

MashalBooks.org

ایک مندر تھا ہندو دھرم کے لیے
دو مساجد برائے مسلمان تھیں
عید پڑھنے کی خاطر تھی اِک عیدگاہ
کوئی عیسائیوں کا کلیسا نہ تھا

شادیوں کے لیے ایک بارات گھر
تھی سہولت برائے امیر و غریب

گاؤں کے گرد پیپل تھے برگد بھی تھے
جن کا مقصد تھا گرمی میں چھاؤں ملے
آپسی ملنے جلنے کی جگہ بھی تھے
اُن کی چھاؤں میں کتنے ہی جھگڑے ہوئے
پھر وہیں پر وہ جھگڑے نمٹتے رہے
اُنکا سایہ تھا چھوٹے بڑوں کے لیے

ایک نالہ تھا گاؤں سے کچھ دُور ہی
جس کا پانی سنا ہے کہ شفاف تھا
کھیت کھلیان اُس سے ہی شاداب تھے
گاؤں کے لوگ اُس میں نہاتے بھی تھے

جانور اُس کے پانی کو پیتے رہے
اور مچھلی بھی اُس میں سنا ہے رہی

گاؤں میں اِک نکاسی کا جوہڑ بھی تھا
پالتو بطخیں تیرتی تھیں وہاں
اِس طرح سے منظم تھا یہ معاشرہ
اور ایسے ہی صدیوں سے چلتا رہا

گو حکومت کا مالک فرنگی رہا
لوگ کہتے ہیں وہ دَور پرامن تھا

پھر وہ آزادیوں کی صدائیں اٹھیں
ملک کو بانٹنے کی ہوائیں اٹھیں
ایک دل سوز تقسیم پھر ہو گئی
دونوں جانب لہو کو بہایا گیا
ایک خونی ڈرامہ رچایا گیا

ملک بٹنے پہ ہندو روانہ ہوئے
میرے اجداد اُس پار سے آ گئے
اور آ کر وہ اِس گاؤں میں بس گئے

MashalBooks.org

اِس طرح سے یہ گاؤں ہمارا ہوا

ہندوؤں کی زمینیں ہمیں مل گئیں
اُنکے خالی ہوئے گھر بھی ہمکو ملے
ایک ایسے ہی گھر میں بھی پیدا ہوا

ساٹھ سالوں میں اتنا ہوا ہے یہاں
وہ جو مندر تھا اب وہ ہے کھنڈر بنا
کچھ مویشی کوئی باندھتا ہے وہاں

دو مساجد کی اب ہو گئی پانچ ہیں
عیدگاہ عید پڑھنے کے قابل نہیں

اور بارات گھر تو رہا ہی نہیں
توڑ کر اُس میں لوگوں کے گھر بن گئے

پیپلوں برگدوں کا صفایا ہوا
گرمیوں کے وہ سائے سروں سے گئے

اور تھا ایک نالہ جو برسات کا
اُسکی اپنی الگ ایک ہے داستاں

پاس والا شہر مہرباں ہو گیا
کارخانوں کے اخراج کو ڈال کر
صاف پانی کو مطلق زہر کر دیا
آدمی اُس میں کیسے نہا پائے گا
جانور بھی نہائے تو بیمار ہو
مچھلیوں کا تو بس خاتمہ ہو گیا

اور اوپر سے اب یہ بھی قصہ سنو
ایک جوہڑ نکاسی کی خاطر جو تھا
چند لوگوں نے اُس کو ہڑپ کر لیا
نالیاں اب بھی ہیں پر وہ جوہڑ نہیں
بطخیں اب کوئی پالتا ہی نہیں

یعنی ہر وہ سہولت جو تھی مشترک
رفتہ رفتہ وہ گاؤں سے رخصت ہوئی

اب حکومت میں اپنے ہی چہرے سہی
پھر بھی امن و سکوں کی کمی ہو گئی
اسلحہ عام ایسے ہوا ہے یہاں

MashalBooks.org

چوریاں کم ہیں ڈاکے بہت عام ہیں

ایسا لگتا ہے ہم جو مسلمان ہے
معاشرے کی بھلائی سے انجان ہے
ذات اپنی سے ہمکو فقط کام ہے
اپنا گھر صاف ہے تو سبھی صاف ہے
گھر سے باہر کا مسئلہ الگ بات ہے

حال بدلیں گے جب ہم پہ ادراک ہو
اپنے کنبے سے ہٹ کر بھی کچھ لوگ ہیں
اپنے گھر کے علاوہ کئی گھر بھی ہیں
اور اِسکو ہی کہتے ہیں ہم معاشرہ
جسکی پہچان ہم کو سرے سے نہیں

MashalBooks.org

شطرنج جیسی ہستی

زندگانی ہے کھیل مُہروں کا
پیچ بازی پتہ نہیں چلتا

جیسے شطرنج کھیلنے والے
اپنی چالوں میں اُلجھے رہتے ہیں

اور باہر کھڑے تماشائی
چُوک ہوتے ہی بھانپ لیتے ہیں

اپنی لغزش کو دیکھنا ہو تو
خود کو خود سے ذرا الگ کیجے

گویا شطرنج اپنی ہستی ہے
اور محصور ہم کھلاڑی ہیں

کچھ تو ڈوبے ہیں ذات میں اپنی
اور کچھ گھر میں بند رہتے ہیں

MashalBooks.org

چند کھوئے ہیں ملک و ملت میں
باقی مذہب میں قید ہوں جیسے

سب کے پنجرے الگ الگ سے ہیں
اور پنچھی ہیں ایک ہی جیسے

ہم سمجھتے نہیں مگر ہم بھی
اپنے اپنے کنویں کے مینڈک ہیں

آج پھر ایک شخص یاد آیا
جس کی باتوں میں سادگی پائی

نقش دل میں اُسی کے جملے ہیں
اور اُس سے ہی یہ سبق سیکھا

خود کو ہرگز نہ بہتریں سمجھو
کوئی ہوگا جو تم سے بہتر ہے

زندگی زندگی سے بہتر ہے
آدمی آدمی سے بہتر ہے

عاصمہ ایدھی اور سر سید

چھوڑیئے اسرار کہ اِک مردِ آہن چاہیے
بس کوئی سادہ طبیعت صاف دامن چاہیے

قائدِاعظم فقط تقسیم ہی کروا سکے
ہم کو سر سیّد کے جیسا ذہن روشن چاہیے

عاصمہ جیسی جہانگیری ہمیں درکار ہے
ایک ایدھی کم پڑا ہے پوری درجن چاہیے

دوستی کے گیت گونجیں پیار کی بھرمار ہو
دشمنی سے پاک ہمکو اپنا آنگن چاہیے

ایک بچے نے بڑی مایوس نظروں سے کہا
پیٹ میں کچھ آگ ہے تھوڑا سا ایندھن چاہیے

موسموں نے اِس کی حالت کو بگاڑا ہے بہت
گھر مرمت مانگتا ہے رنگ و روغن چاہیے

MashalBooks.org

بوندا باندی خشکسالی پر اثر کرتی نہیں
ٹوٹ کر برسے کوئی بھرپور ساون چاہیے

یہ جو ہستی ہے یہ تبدیلی بنا بے رنگ ہے
اِسکے ہاتھوں میں نیا ہر سال کنگن چاہیے

جس میں رہ کر ایک سائیں کو گھٹن ہونے لگے
نہ کوئی ایسا تعلق نہ وہ بندھن چاہیے

جھوٹ کی جیت

سب کی باتیں سنائی دیتی ہیں
سن کے دل میں سوال اٹھتے ہیں
سوچتے ہیں کہ پوچھ ہی ڈالیں
دل دھڑکتا ہے ڈر سا لگتا ہے
پوچھنے پر وہ روٹھ جاتے ہیں

وہ جو طرزِ کہن پہ اڑنا تھا
اور آئینِ نو سے ڈرنا تھا

MashalBooks.org

آج اُس کا ہی بول بالا ہے
سب محاذوں پہ لوگ ایسے ہی
آ کے میدان لوُٹ جاتے ہیں

کوئی تاریخ بھی اٹھا دیکھو
جب بھی سوچیں دبائی جاتی ہیں
دل کی باتیں چھپائی جاتی ہیں
ظلم اُس دَور میں پنپتا ہے
عدل و انصاف چھوٹ جاتے ہیں

اہلِ مذہب کا ہم سے کہنا ہے
دل میں ایمان ہے تو سب کچھ ہے
ظلم و رشوت ہیں بعد کے جھگڑے
سن تو لیتے ہیں اُنکی باتوں کو
اور اندر سے ٹوٹ جاتے ہیں

زندگانی میں اتنا دیکھا ہے
دھیرے دھیرے بڑھی مساجد ہیں
رفتہ رفتہ بڑھے نمازی ہیں

سچ کے پیروں میں لڑکھڑاہٹ ہے
جیت ہر بار جھوٹ جاتے ہیں

یہ بحث ہم پہ یوں گراں گزری
پہلے گمراہ کا لقب پایا
پھر ہمیں دھمکیاں سنائی دیں
اور آخر میں سر ہمارے ہی
یا تو کٹتے یا پھوٹ جاتے ہیں

دستور گمشدہ

کیسے پہچانیے وفا کیا ہے
پیار جس میں ہو وہ ادا کیا ہے

مل بھی جائے تو کون مانے گا
ایک دستور گمشدہ کیا ہے

یوں تو خوشحالیوں کے دعوے ہیں
ساری بستی ستم زدہ کیا ہے

MashalBooks.org

کاغذوں پر ہی بہتریں دکھنا
پر حقیقت میں فائدہ کیا ہے

بھینس اُسکی ہے جسکی لاٹھی ہے
پھر یہ قانون قاعدہ کیا ہے

ظلم کا اِس طرح سے پھل دینا
آپ کہیے مشاہدہ کیا ہے

جس پہ لکھا ہے ٹوٹنا سائیں
سوچیے وہ معاہدہ کیا ہے

MashalBooks.org

اُنکی ٹوپی ہمارا سر

کم نصیبی میں ہماری یہ مراحل آ گئے
چاند کو جب ڈھونڈنے نکلے تو ہم گہنا گئے

ریت کے صحرا میں تنہا پیڑ کا سوکھا تنا
ہم تھے قسمت کے دھنی جا کر اُسے ٹکرا گئے

کون کہتا ہے کہ دنیا میں حیا باقی نہیں
خود کو آئینے میں دیکھا اور پھر شرما گئے

دھوپ کو لیکر شکایت کر چکے تو یہ ہوا
اپنے سر سے لے کے ٹوپی وہ ہمیں پہنا گئے

گھر گئے افرنگ پھر خوشحال بھی رہنے لگے
ہمکو لیکن مسئلۂ کشمیر میں الجھا گئے

دُور ہی سے ہم نے انگوروں کو کھٹا کہہ دیا
ہاتھ جن کا بیل تک پہنچا وہ گچھّا کھا گئے

MashalBooks.org

ہم گدھے سے گر کے اٹھے اور پھر اتنا کیا
طیش غصہ رنج و غم کمہار پر برسا گئے

ناچ مشکل ٹیڑھا آنگن سوچئے سائیں ذرا
ہم سے پہلے آنے والے کیا سے کیا فرما گئے

بغل میں سعودی عرب

جہاں بھی دین سیاست سے دُور رہتا ہے
ہر ایسے ملک میں لگتا ہے نور رہتا ہے

یہ اعتراف زباں سے تو ہم نہیں کرتے
مگر ذہن میں یقیناً شعور رہتا ہے

یہی وجہ ہے کہ بیٹھے ہیں جا کے امریکا
بغل میں سعودی عرب بھی حضور رہتا ہے

تمہاری بات میں اقبال دم نہ تھا شاید
الٹ ہوئی ہے تو کس کا قصور رہتا ہے

MashalBooks.org

وُہی کہا ہے جو دیکھا ہے آنکھ نے سائیں
انہیں لگا ہے کہ ہم میں فتور رہتا ہے

زود بیداری

شاعرِ مشرق تمہیں کس نے دیا یہ مشورہ
اتنی عجلت میں ہمیں کیوں نیند سے اٹھتا کیا

اور پھر ہم کو دیا تم نے خودی کا فلسفہ
جو کہ اپنی ہی تباہی کا کوئی پیغام تھا

نیل کے ساحل سے لیکر کاشغر کے فاصلے
کیوں کہا کہ یہ ہمارے ہی ہیں سارے سلسلے

قوم کوئی اور جیسے ارض پر بستی نہیں
جس کا دیں ہم سے الگ ہو وہ کوئی ہستی نہیں

اِسکو خوش فہمی کا نسخہ نہ کہوں تو کیا کہوں
جی میں آیا کچھ کہوں پر چھوڑ تجھ سے کیا کہوں

MashalBooks.org

مجھ کو لگتا ہے تکبر تھا ترے پیغام میں
یہ وجہ ہے کہ جہالت مل گئی انعام میں

نیند سے اٹھنے کے بہتر کچھ سلیقے بھی تو ہیں
دھیرے دھیرے جاگنا ایسے طریقے بھی تو ہیں

عاجزی کا درس دیتے پیار کی تجویز بھی
یہ بھی کہتے سادگی سب سے اہم ہے چیز بھی

جاگ تو اٹھے مگر منزل کا اندازہ نہیں
گھر ہوا تاریک جس میں کوئی دروازہ نہیں

عالموں اور واعظوں کے ہر طرف اب شور ہیں
پس رہے ہیں مر رہے ہیں جو یہاں کمزور ہیں

جن کو مل پایا ہے رستہ اٹھ نکلنے کے لیے
گول بستر کر کے مغرب کی طرف کو چل دیئے

دُوربینی کی کمی کیسے یہاں پر ہو گئی
عقل نے کچھ گھاس کھائی پھر مزے سے سو گئی

MashalBooks.org

شاعرِ مشرق تجھے سائیں بھلا اب کیا کہے
ایسا بھی کیا فلسفہ جس کا اثر الٹا رہے

عدمِ خودشناسی

آیئے امن کی شمع کو جلایا جائے
اپنے بچوں کو محبت سے پڑھایا جائے

ساری دنیا کو دکھاتے ہی چلے آئے ہیں
آئینہ آج ذرا خود کو دکھایا جائے

لوگ کہتے ہیں کہ اِک ٹھوس نمونہ دیجے
کب تلک قصۂ ماضی ہی سنایا جائے

اِس سے پہلے کہ کسی غیر پہ انگلی تانیں
خود کو اپنے ہی مظالم سے بچایا جائے

یہ جسے عالَمِ اسلام کہا ہے ہم نے
اِس میں رشوت کو سفارش کو گھٹایا جائے

MashalBooks.org

وقت اعمال کا اب آ ہی گیا ہے سائیں
صرف باتوں کی کمائی کو نہ کھایا جائے

رسد کی عادت

نہ یہ انائیں نہ بےوجہ آبرو مانگے
ہمارا دیس فقط ہم سے جستجو مانگے

گئے دنوں کی کہانی سے اب نہیں مطلب
چھپا ہوا ہے جو سورج اُسے طلوع مانگے

بلند بانگ نوائیں نہ چاہئیں اِسکو
صدائے سوز ہو دھیمی سی گفتگو مانگے

چمن کو آب میسر کرو بہار آئے
خزاں نے روندھ دیا ہے یہ رنگ و بو مانگے

رسد کے ساتھ ہی عادات بھی بگڑتی ہیں
لہو پلاؤ نہ اِسکو کہ پھر لہو مانگے

MashalBooks.org

ہر ایک طفل کو تعلیم چاہیے سائیں
یہ اُس کا حق ہے کہ تکمیلِ آرزو مانگے

گُلزار سے خیال

کچھ ذکر سنا ہے موسم کا کچھ بات ہوئی مہنگائی کی
ہم بھیڑ میں ہیں پر آج کمی محسوس ہوئی تنہائی کی

ہر جنگ میں ایسا دیکھا ہے نقصان ہوا دونوں جانب
وہ بازی جیت چکے لیکن اب سوچ میں ہیں پسپائی کی

گر جیب پھٹے سب سے پہلے چھوٹے سکے گر جاتے ہیں
یہ بات سنی اِک شاعر سے پر بات ہے یہ گہرائی کی

ہم شہر سے گزرے تو دیکھا ہر آنکھ ہماری جانب تھی
یوں آج ہمیں معلوم ہوا کچھ قدر بھی ہے رسوائی کی

کل پوچھ رہے تھے وہ ہم سے منزل کا نام پتہ رستہ
پر آج ہمیں سے مانگ رہے ہیں قیمت راہنمائی کی

MashalBooks.org

اِک شخص نے سائیں کوچ کیا اِک درد کہیں محسوس ہوا
کچھ دیر میں لیکن گونج اٹھی آواز کہیں شہنائی کی

قانونِ قتل

دیس اپنے میں بارہا دیکھا
لوگ انساں کی جان لیتے ہیں
پھر کھلے عام دندناتے ہیں
کیا کبھی آپ نے یہ سوچا ہے
اِس کے پیچھے چھپی وجہ کیا ہے

اپنے قانون میں یہ نقطہ ہے
جس میں قاتل کو معاف کرنے کا
حق ہے مقتول ہی کے ورثا کو

گر تو وارث ہیں مفلسی والے
پیسہ لے کر وہ معاف کرتے ہیں

MashalBooks.org

یا جو کمزور بے سہارا ہیں
دھمکیوں سے منائے جاتے ہیں

گر وہ قاتل کے کچھ قریبی ہیں
پھر اقرباء منا ہی لیتے ہیں

اور ایسا بھی ہم نے دیکھا ہے
گھر کا اِک فرد جو نہیں بھایا
خود ہی ورثاء نے اُسکو مروایا
اور قاتل کو معاف کر ڈالا

ایک صورت میں یہ نہیں ہوتا
یعنی قاتل ہو بے سہارا سا
اور مقتول والے تگڑے ہوں
پھر تو انصاف ہو کے رہتا ہے

ایسے دستور کے نتیجے میں
اِس طرح کا گمان ہوتا ہے
اصل مجرم ہے مفلسی شاید
قتل سے بھی کہیں بڑی شاید

MashalBooks.org

ہم کو قانون چاہئیں ایسے
جن میں سوراخ کم سے کم نکلیں

وہ جو آئین تھا فرنگی کا
ہم اُسے کوستے تو ہیں لیکن
مجھ کو لگتا ہے اِس سے بہتر تھا

سوچئے اِس کا فائدہ کیا ہے
ایسا قانون قاعدہ کیا ہے
جس پہ نقطہ اٹھا نہیں سکتے
جس کو بہتر بنا نہیں سکتے

MashalBooks.org

پُل پانی جوانی

کچھ اِس طرح سے عہدِ جوانی گزر گیا
پل کے تلے سے ڈھیر سا پانی گزر گیا

وہ بات کر رہا تھا اُسے دیکھتے رہے
بالائے سر سے بات کا معنی گزر گیا

کوئی تھا انتظار میں اِک لفظ کہہ سکے
کوئی سنا کے رام کہانی گزر گیا

ہم فکر کا ثبوت مہیا نہ کر سکے
کیسے پتہ چلے کہ گیانی گزر گیا

قیدِ حیات بندِ غمِ جاں کے سلسلے
سائیں نبھا کے ریت پرانی گزر گیا

MashalBooks.org

رشوت دراصل بھیک

ہر ایک غم میں خوشی میں فریق ہوتی ہیں
شبِ فراق میں یادیں رفیق ہوتی ہیں

کسی کے ہاتھ میں کشکول دیکھ کر ہم نے
کیا تھا وعظ بہت محنتوں کی عظمت کا

یہ اور بات کہ ہم خود یہ بات بھول گئے
کہ رشوتیں بھی حقیقت میں بھیک ہوتی ہیں

اگر ملے تو تہہِ دل سے شکریہ کہہ دوں
وہ ایک شخص کہ جس نے یہ راز بتلایا

کسی بھی فرد کسی قوم کے زوالوں میں
اُسی کی اپنی خطائیں شریک ہوتی ہیں

یہاں پہ کوئی کسی کا یقیں کرے کیسے
جو دکھ رہا ہے بناوٹ ہے یا حقیقت ہے

MashalBooks.org

نئے رواج ہی رائج ہوئے ہیں بستی میں
دلوں میں رنج ہیں باتیں شفیق ہوتی ہیں

کسی سے سن کے سنائیں یہ اب نہیں ہوتا
دل و ذہن کا کہا ہی بیان کرتے ہیں

یہ تبصرے بھی ہوئے ہیں ہماری باتوں پر
الگ تھلگ ہیں بہت ہی دقیق ہوتی ہیں

جھوٹ کی طوالت

ایک دلچسپ تجربہ کیجے
کوئی سچی سی بات لے لیجے
اُس میں چٹکی سا جھوٹ حل کیجے
پھر وہ سچی نہیں رہا کرتی

اب ذرا تجربہ الٹ کیجے
ایک جھوٹی سی داستاں لیجے

MashalBooks.org

اور جی بھر کے سچ ملا دیجے
پر وہ سچی نہیں بنا کرتی

سچ کو چھیڑو تو ٹوٹ جاتا ہے
اِسکا شیشہ بڑا ہی نازک ہے
جھوٹ میں خاصیت ہے رہنے کی
اُسکی باہیں دراز ہوں جیسے

دَور بدلے تو سب بدلتا ہے
آج کا نقش کل نہ تھا شاید
جو ابھی ہے وہ کل نہیں ہوگا
وقت سب سے بڑی ملاوٹ ہے

بال نوچے ہیں سر کھجایا ہے
صرف اتنا سمجھ میں آیا ہے
ساری ہستی سراب جیسی ہے
ٹھوس دکھتا ہے جو وہ مائع ہے

MashalBooks.org

گیلیلیو کی یاد

ہمکو رغبت ہے بڑی دیر سے تلوار کے ساتھ
اور شکوے ہیں لگاتار ہی اغیار کے ساتھ

وہ مِرے ساتھ تعلق تو بہت رکھتا ہے
جیسے رشتہ کسی پختون کا نسوار کے ساتھ

آپ کہتے ہیں تو اقرار کیے دیتا ہوں
کون سا فرق پڑے گا میرے اِنکار کے ساتھ

بھیڑ سے مجھکو لگاؤ تو نہیں تھا لیکن
گھر کرائے پہ اٹھایا ہے تو بازار کے ساتھ

دل معاون ہے ذہن کا یہ صحیح ہے سائیں
ایک مزدُور ہو جیسے کسی معمار کے ساتھ

MashalBooks.org

کس نے بارود بویا... گُلزار کو جواب

ساری وادی اداس بیٹھی ہے
موسمِ گُل نے خودکشی کر لی
کس نے بارُود بویا باغوں میں
کس نے پھولوں سے دشمنی کر لی

ہم سے گُلزار نے سوال کیا
کوئی بتلائے کیا جواب کریں
آؤ جھانکیں ذرا گریباں میں
خود کو پرکھیں ذرا حساب کریں

جس کو غیرت سمجھ لیا ہم نے
وہ حسد سے گھلی ملی تو نہیں
جس کو جذبے کا نام دے ڈالا
اُس میں نفرت ڈھکی چھپی تو نہیں

اَن کہی داستان ہے گویا
جی میں آیا چلو سنا ڈالوں

MashalBooks.org

میری اپنی ہی بات ہے شاید
آج سوچا چلو بتا ڈالوں

جب وہ پیدا ہوا تو ممکن ہے
اپنی اماں کا لاڈلا ہوگا
بھائی بہنوں بڑوں بزرگوں سے
پیار اُسکو بہت ملا ہوگا

کچھ بڑا ہو کے یہ سنا اُس نے
ہم بڑی عظمتوں کے وارث ہیں
اور سب میں ملاوٹیں ہونگی
ہم اکیلے ہیں جو کہ خالص ہیں

اور یہ بھی کہا گیا اُس سے
اپنا رتبہ سبھی سے اعلیٰ ہے
آج تھوڑا زوال ہے لیکن
ماضیوں میں رہا اجالا ہے

شکل و صورت ہماری بہتر ہے
اور ہم میں بڑی ذہانت ہے

MashalBooks.org

عِلم و حکمت غلام تھے اپنے
آج کل عارضی جہالت ہے

اور یہ بھی کہا گیا ہوگا
فتح و نصرت کے دَور آئیں گے
غیب کی یہ نوید ہے ہمکو
غیر کو ہم سبق سکھائیں گے

یہ بھی مژدہ دیا گیا اُس کو
زندگی مختصر سا قصہ ہے
موت کے بعد مستقل ہوگی
اور جنت میں اپنا حصہ ہے

غیر لگتے ہیں مطمئن لیکن
دل کی گہرائی سے نہیں ہوتے
دیکھنے میں ضرور آگے ہیں
پیڑ جنت کے وہ نہیں بوتے

ڈوبا رہتا ہے اپنی عظمت میں
اور یونہی جوان ہوتا ہے

MashalBooks.org

کام کرنے کو من نہیں کرتا
برتری کا گمان ہوتا ہے

اور آخر میں آنکھ کھلتی ہے
اُسکو ادراک ہے بچھڑنے کا
تربیت میں مگر نہیں شامل
وصف الزام خود پہ دھرنے کا

کچھ الاؤ ذہن میں پکتے ہیں
پھر حسد اُسکو گھیر لیتی ہے
فکرِ مثبت کی تازگی اُس سے
اپنا چہرہ ہی پھیر لیتی ہے

وقت چکی مثال چلتا ہے
نفرتیں دھیرے دھیرے پلتی ہیں
غیر کرتے ہیں عام سی باتیں
اُسکے قلب و ذہن کو کھلتی ہیں

بم پہن کر وہ ایک دن خود کو
بیچ بازار پھوڑ دیتا ہے

MashalBooks.org

کتنی جانوں کا اُنکی سانسوں سے
رشتہ اِک پل میں توڑ دیتا ہے

یہ کہاں داستاں پرائی ہے
میری اپنی مِری زبانی ہے
دوست احباب جانتے ہونگے
گویا اِک عام سی کہانی ہے

سوچیۓ کیا جواب ہے اِسکا
کیسے نفرت بسی دماغوں میں
تم سے گُلزار اب چھپائیں کیا
کس نے بارُود بویا باغوں میں

MashalBooks.org

درد میں فرق

ہر اِک لمحہ نئے حالات سے مانوس ہوتا ہے
دلِ انسان اِک پرزہ بڑا مخصوص ہوتا ہے

ہمارے اور اُنکے بیچ میں اِک درد حائل ہے
انہیں اپنا ہمیں ہر فرد کا محسوس ہوتا ہے

کسی کو فکر لاحق ہے ملے دو وقت کی روٹی
کوئی بھر کر شکم پھر طالبِ ناموس ہوتا ہے

خدا کے نام پر انسان جب انسان کو مارے
ہمارے واسطے وہ پل بڑا منحوس ہوتا ہے

محبت کی کرامت کو بیاں کچھ اِس طرح کیجے
کہ اِس جذبے کو لے کر ہی دیا فانوس ہوتا ہے

جو باہر ہو وہی اندر یہ کیسے فیصلہ کیجے
زباں آزاد لگتی ہے ذہن محبوس ہوتا ہے

MashalBooks.org

کسی نقاد کو غدار کہہ کر چپ کرا دیجے
وگرنہ ایک سائیں بھی کبھی جاسوس ہوتا ہے

کافروں کی مجبوری

سحر ضرور ہوئی ہے یہاں نہیں آئی
ہمارے کان میں کوئی اذاں نہیں آئی

بدن کا خون بہا کر خزاں کو ٹالا تھا
مگر بہار سرِ آشیاں نہیں آئی

امیر شہر نے ایسے بری کیا خود کو
کہ اُس تلک تو کسی کی فغاں نہیں آئی

حقوقِ فرد رہی کافروں کی مجبوری
یہ مومنوں کے ابھی درمیاں نہیں آئی

دروغ گوئی میں لب کانپنے لگے سائیں
ہمیں شہر کی مکمل زباں نہیں آئی

MashalBooks.org

معجزے اور نہیں

دل بجھا ہے کہ تمنا ہی مری رہتی ہے
پیڑ گر جائے تو کب شاخ ہری رہتی ہے

پوچھنے آئے ہیں وہ آخری خواہش ہم سے
کیا کہیں اپنی طبیعت ہی بھری رہتی ہے

زندگی شہر میں رہتی ہے مگر چپکے سے
ایک جابر کے عتابوں سے ڈری رہتی ہے

آمریت کی ادائیں ہیں خدا کے جیسی
بات جیسی بھی کہی جائے کھری رہتی ہے

اُسکی تقریر میں جنت کے سہانے موسم
اور حجرے میں غضب حور پری رہتی ہے

معجزے اور یہاں اب نہیں ہونگے سائیں
بھول جاؤ کہ کوئی جادوگری رہتی ہے

MashalBooks.org

بلندی کی ہوا

ناؤ ایسی ہے کہ ساحل سے خفا لگتی ہے
زندگی بحرِ مسلسل کی طرح لگتی ہے

ایسا لگتا ہے کہ ہر شخص ہے نالاں ہم سے
کیا طبیعت ہے کہ دنیا سے جدا لگتی ہے

اپنی کوشش کہ ہر اِک وجہ کو پرکھا جائے
اُنکا اسرار کہ غیروں کی خطاء لگتی ہے

ہم نے برسات میں بینائی گنوا دی ہوگی
جس طرف دیکھیے بس قوسِ قزاح لگتی ہے

بادباں اور ذرا تان کے رکھو سائیں
کچھ بلندی پہ سنا ہے کہ ہوا لگتی ہے

MashalBooks.org

خواب جسے دیکھتے رہے

دلوں میں غیر سے لڑنے کا ولولہ نکلا
اِسی روش میں تباہی کا سلسلہ نکلا

کہا کہ جنگ لڑو گے تو امن پاؤ گے
امیرِ شہر کا ہر قول دوغلا نکلا

درونِ ارض کے ٹکراؤ کا یہ حاصل ہے
زمیں کے دل کو ٹٹولا تو زلزلہ نکلا

نظر سے دُور رہے ہیں نشان منزل کے
ہمیشہ گرد کے موسم میں قافلہ نکلا

ہتھیلیوں سے لکیریں ہی مٹ گئیں لیکن
اٹھا کے پاؤں کو دیکھا تو آبلہ نکلا

وہ ایک خواب جسے دیکھتے رہے سائیں
کھلی جو آنکھ تو پانی کا بلبلہ نکلا

MashalBooks.org

چادر اور پاؤں

کاش رہتی صلح صفائی پر
سوچ ہے منجمد لڑائی پر

کوئی غیروں کو دوش دیتا ہے
کوئی ناخوش ہے رہنمائی پر

اپنی چادر سے پاؤں باہر ہیں
آنکھ اٹکی ہوئی پرائی پر

مرض بڑھتا چلا گیا کیسے
سب اگر متفق دوائی پر

کھل کے تشخیص کر نہیں سکتے
ہے بھروسہ ہمیں خدائی پر

اور وجہیں بھی دیکھنی ہونگی
لوگ برہم مِری دُہائی پر

MashalBooks.org

بیٹھ کب تک رہا کریں سائیں
اپنی قسمت کی کج ادائی پر

رشوت سے رشتہ

اپنا مذہب تو سب سے افضل تھا
مولوی کیوں نہ بن سکے اچھے

ہم یہ کہتے ہیں فوج اعلیٰ ہے
پھر یہ جرنیل کیوں بُرے نکلے

اپنی اقدار سب سے بہتر ہیں
کیسے رشوت سے جڑ گئے رشتے

دورِ ماضی بہت ہی روشن تھا
کیوں اندھیروں میں گھِر گئے اتنے

اِس نہج پر بہت ہی سوچا ہے
یہ نتیجہ فقط نکالا ہے

MashalBooks.org

دین اپنی جگہ پہ قائم ہے
فوج میں کچھ نہیں جو اعلیٰ ہے

نہ تو اقدار ہی میں عظمت ہے
نہ ہی ماضی محض اجالا ہے

سارے مسئلوں کی اصل وجہوں کو
خوشخیالی سے ہم نے ٹالا ہے

تاریخ پڑھانے والے

دن بہاروں کے چمن میں نہیں آنے والے
دیکھیے اور ابھی رنگ زمانے والے

اپنے بچوں کے لیے چھین رہے ہیں عہدے
ظلم کے دَور میں انصاف دلانے والے

میرے ہی جسم کو مجروح کیے دیتے ہیں
مجھ کو دشمن کے عزائم سے بچانے والے

MashalBooks.org

آج آپس میں ہی لڑنے پہ اتر آئے ہیں
میرے منصف ہمیں محفوظ بنانے والے

میرے اسلاف میں انصاف نہیں تھا شاید
جھوٹ نکلے ہیں وہ تاریخ پڑھانے والے

ساٹھ سالوں میں سبھی ٹوٹ گئے ہیں سائیں
ایک در ایک مِرے خواب سہانے والے

میاں محمد بخش کا سوال

نہ کوئی خواب نہ سپنے خصوص رہتے ہیں
دلِ تباہ میں کم ہی خلوص رہتے ہیں

عمارتیں ہیں شہر میں بڑی بڑی لیکن
عقب میں جھانکیے بھوکے نفوس رہتے ہیں

ہر ایک شخص انہی کو سلام کرتا ہے
کہ جن کی جیب میں ڈالر فلوس رہتے ہیں

MashalBooks.org

امیرِ شہر کو رغبت ہے اہلِ دولت سے
غریب اُنکے لیے گھاس پھوس رہتے ہیں

کسی روش کو بدل پائے ہی نہیں اب تک
اگرچہ روز نکالے جلوس رہتے ہیں

جواب دیجیے پوچھا تھا ایک سائیں نے
کہ بیلنے میں ہو گنّا تو جُوس رہتے ہیں

اپنا بحران

ہاتھ میرے ہیں گریبان مِرا اپنا ہے
مجھ پہ ہر ایک ہی احسان مِرا اپنا ہے

غیر کے نام پہ کہرام مچایا لیکن
سچ کہا جائے تو بحران مِرا اپنا ہے

آپسی جنگ میں اتنا بھی نہیں یاد رہا
دونوں اطراف میں نقصان مِرا اپنا ہے

MashalBooks.org

شوق سے آیئے رہیے کہ جگہ ہے دل میں
چاہے ویران یا گنجان مِرا اپنا ہے

کیوں کسی اور سے تصدیق روا ہو سائیں
میرے دل میں ہے جو ایمان مِرا اپنا ہے

پرستشوں کی حقیقت

بتوں کو توڑ کے واحد خدا کو مانا تھا
یہ جان کر کہ اِسی راہ میں اجالا ہے
کہ آدمی کی بقاء کا سراغ ہے اِس میں
اِس ایک بات میں ہر ظلم کا ازالہ ہے

بڑا تلاش کیا روشنی ملی ہی نہیں
ہزار سال گئے اور چار صدیاں بھی
کیے گئے ہیں مساجد میں بے بہا سجدے
بہا چکے ہیں بہت خون والی ندیاں بھی

MashalBooks.org

ہمارے بیچ سے غائب ہوئی ہے سچائی
خدا پرست حقیقت میں خود پرست ہی ہیں
عبادتوں میں اضافہ ضرور ہے لیکن
خواہشات سے کھائے ہوئے شکست ہی ہیں

تو بات یہ ہے کہ وحدت کا جو تعلق تھا
معاشرے کی درستی سے یا سنورنے سے
حقیقتوں میں یہ رشتہ کبھی رہا ہی نہیں
یہ اِنکشاف ہوا وقت کے گزرنے سے

مجسموں کی کرو یا خدائے واحد کی
پرستشوں کی حقیقت انا پرستی ہے
وہ طالبان وہ بتپاش بامیاں والے
کہ جن کے نام سے انسانیت لرزتی ہے

MashalBooks.org

حل نکالا جائے

وقت محدود ہے باتوں میں نہ ٹالا جائے
لاکھ مسئلے ہی سہی حل تو نکالا جائے

اپنے حالات اگر ٹھیک نہیں ہیں یکسر
کیوں کسی اور کی پگڑی کو اچھالا جائے

راہ پنگھٹ سے ہے دشوار اگر گاؤں تک
لَوٹیے جلد مبادا کہ اجالا جائے

نفرتیں آگ کی مانند ہوا کرتی ہیں
ایسی آتش میں کبھی خود کو نہ ڈالا جائے

جب کبھی بھوک نے لاچار کیا ہے سائیں
دل نے چاہا ہے کہ ہر مُنہ میں نوالہ جائے

MashalBooks.org

گرم فولاد

میرے اسلاف کی تحریر میں دم لگتا ہے
غور کرتا ہوں تو الفاظ میں خم لگتا ہے

کہہ دیا حق ہے یتیموں کا زیادہ ہم پر
اپنے قانونِ وراثت میں تو کم لگتا ہے

صرف باتوں میں بڑھایا ہے مقامِ نسواں
نصف حصہ ہے تو آدھا ہی بھرم لگتا ہے

چار مردوں کی گواہی کا تقاضہ کرنا
جرمِ پامالئ نسواں پہ نرم لگتا ہے

حق ہے مقتول کے ورثا کو لہو معافی کا
یہ بھی قاتل کی پہنچ پر ہی رحم لگتا ہے

چور کا ہاتھ زمیں پر ہی کٹے گا لیکن
جرمِ رشوت پہ جہنم ہی قلم لگتا ہے

MashalBooks.org

ہاتھ سے روکیے پھر بات سے پھر نیت میں
یعنی طاقت ہو تو کمزور بہم لگتا ہے

حرفِ اِنکار کی صورت میں سزا موت کہی
دستِ آمر میں یہ فولاد گرم لگتا ہے

عِلم و حکمت کا تعلق ہے پرانا ہم سے
عارضی طور جہالت میں قدم لگتا ہے

ہاتھ اٹھتے ہیں مساجد میں دعا کی خاطر
پھر ہر اِک ہاتھ ہی مشغولِ ستم لگتا ہے

اہلِ انصاف بکا کرتے ہیں نیلامی میں
ایسی دولت انہیں اللہ کا کرم لگتا ہے

غیر کافر ہیں تو اب اُن سے شکایت کیسی
میرا مومن ہی پرستارِ صنم لگتا ہے

بات کرتا ہوں تو پھر سوچ میں پڑ جاتا ہوں
یہ حقائق ہیں یا پھر میرا وہم لگتا ہے

MashalBooks.org

شب کے اندھیر میں پہچان ہے مشکل سائیں
اب تو مندر بھی کلیسا یا حرم لگتا ہے

ایک 'ہاں' دُوجا 'نہ'

پہلے تقسیم سے اِک ملک بنائے دیں گے
اور پھر ظلم کی چادر کو اٹھائے دیں گے

ایک اقرار نبھایا تھا لہو سے میرے
کس کو معلوم تھا دُوجے کو بھلائے دیں گے

ایسے وعدوں کو فقط بھول ہی جانا بہتر
یاد رکھے تو مِرے دل کو جلائے دیں گے

کوئی آزادئ افکار نہ مانگے ہم سے
اور ہر چیز مگر اِس کے سوائے دیں گے

ایک ہمسائے کو چھت دے نہ سکے ہیں لیکن
بات کرتے ہیں مسافر کو سرائے دیں گے

MashalBooks.org

دیس اپنے میں میسر ہوں سکوں کی سانسیں
کون پاگل ہیں جہازوں کے کرائے دیں گے

لوگ مجبور ہیں ہجرت پہ اماں کی خاطر
چین و آرام بھی لگتا ہے پرائے دیں گے

خوبصورت ہے وطن یا کہ نہیں ہے سائیں
دھند چھٹ جائے تو ہم دیکھ کے رائے دیں گے

انا کا بھوت

بھلے ہی ہم سے محبت دلار مت کیجے
بس اپنے آپ کو یوں اشکبار مت کیجے

جو بند آنکھ سے ہو جائے ایک انساں پر
اِسی طرح کا کوئی اعتبار مت کیجے

گئے ہوؤں کا پلٹنا بڑا ہی مشکل ہے
یہ شاعروں نے کہا انتظار مت کیجے

MashalBooks.org

اب اُس کا ذکر ہی کیسا جو مل نہیں سکتا
قفس میں بیٹھ کے ذکرِ بہار مت کیجے

کوئی خدا کو یہی مشورہ نہ دے پایا
ابھی زمین کو داخل مدار مت کیجے

ضرور کوئی تو بہتر ہے آپ سے سائیں
انا کے بھوت کو سر پر سوار مت کیجے

ایاز و محمود

کوئی عابد نہ رہے کوئی نہ معبود رہے
عشق جذبہ ہے جو ممکن نہیں محدود رہے

ایک ہی صف میں کھڑے تھے یہ سنا ہے لیکن
جانے کس حال میں ایاز یا محمود رہے

بندگی اور ستم ساتھ چلے ہیں اکثر
یعنی دنیا بھی چلے دین بھی خوشنود رہے

ملک غائب سا ہوا کثرتِ آبادی میں
کون سنتا ہے یہ پیغام کہ بہبود رہے

یہ مِرا دیس مِرا دل ہے مِری جان بھی ہے
دل دھڑکتا ہی رہے جان بھی موجود رہے

ہاتھ اٹھیں تو دعا سب کے لیے ہو سائیں
صرف اپنوں کی بھلائی ہی نہ مقصود رہے

برساتی مینڈک

سوچتا ہوں تو یہی بات سمجھ آتی ہے
میرے اسلاف کی تعلیم ہی جذباتی ہے

جس کی تقریر میں نعروں کے سوا کچھ بھی نہیں
قوم اُس شخص کی تقلید میں مر جاتی ہے

ایسے ماحول میں اِس بات پہ حیرت کیسی
سرخرو آج وہ مینڈک ہے جو برساتی ہے

MashalBooks.org

کوئی اِن گرم دماغوں کو ہی ٹھنڈا کر دے
یہ خلش آج مِرے ذہن کو تڑپاتی ہے

ہم نے امید کو چھوڑا تو نہیں ہے سائیں
بات بنتی ہوئی لگتی ہے بگڑ جاتی ہے

اداروں کے بِنا

آہ و زاری یا پکاروں کے بنا چلتے ہیں
آیئے آج سہاروں کے بنا چلتے ہیں

دیس اپنا ہے کرشمہ یہ سمجھ آتا ہے
جیسے کچھ ملک اداروں کے بنا چلتے ہیں

زندگی شہر میں سستی سی ہوئی ہے شاید
لوگ سڑکوں پہ اشاروں کے بنا چلتے ہیں

جن کا مقصد ہو کہ اخبار میں تصویر چھپے
وہ کہاں نامہ نگاروں کے بنا چلتے ہیں

MashalBooks.org

دوست احباب نظر آئیں نہ آئیں لیکن
وقت آیا ہے کہ یاروں کے بنا چلتے ہیں

غرق ہونے کے لیے خوب چنے ہیں سائیں
ایسے دریا جو کناروں کے بنا چلاتے ہیں

علیل معالج

وہاں وہ غیر ہیں فرطِ اناج کرتے ہیں
یہاں پہ ہم ہیں فقط ازدواج کرتے ہیں

خود اپنے مرض سے آزاد ہو نہیں پائے
اِسی لیے تو سبھی کا علاج کرتے ہیں

روایتوں کی انوکھی سی پیروی دیکھو
کہ اپنی قوم سے ہدیہ خراج کرتے ہیں

غنیمتوں کی طرح ملک بانٹ کھایا ہے
وہ مر گئے ہیں کہ جو احتجاج کرتے ہیں

MashalBooks.org

حلال رزق کمانا محال ہے سائیں
انہیں سلام ہے جو کام کاج کرتے ہیں

لال مسجد کا نظامِ عدل

اگر اِک چیز بگڑی ہو
تو اُس پر فخر کیا کرنا

وہ ہے گر آپ کی اپنی
تو اُس سے پیار کر لیجے

اگر رستہ ہے پیچیدہ
اُسے ہموار کر لیجے

مناسب مشورہ دیجے
ذرا بہتر بنا دیجے

اگر کچھ بھی نہ ممکن ہو
تو پھر خاموش رہ لیجے

MashalBooks.org

دعا ہمدردیاں دیجے
خدارا فخر مت کیجے

ہمارے ملک کو لیکر
کوئی جب فخر کرتا ہے

تو میں حیران ہوتا ہوں
مِرا دل آہ بھرتا ہے

وہ میرا ملک بھی تو ہے
مجھے بھی پیار ہے اُس سے

بہت ہمدردیاں بھی ہیں
مگر یہ فخر مشکل ہے

ترقی میں نہیں شامل
کوئی بھی کل نہیں سیدھی

رہا تعلیم میں پیچھے
گھٹالوں میں بہت آگے

MashalBooks.org

اقربا پروری چھکی
عوام الناس کا پسنا

جسے پوچھو وہ کہتا ہے
کہ ایٹم بم کے مالک ہیں

نہ چل پائے تو خرچہ ہے
چلے تو بھی تباہی ہے

مِرے عالِم یہ کہتے ہیں
پڑا ہے دین خطرے میں

نہیں دِکھ پائی ہے اُنکو
غریبی مفلسی یکسر

نظر انداز کرتے ہیں
دفاتر میں کھلی رشوت

مگر کرتے نہیں تھکتے
کبھی اسلاف کی باتیں

MashalBooks.org

ذہن مرکوز ہیں اِنکے
فقط جنسی رویوں پر

غریبی ظلم سے ملکر
ہمیشہ رنگ لاتی ہے

تو اِس ماحول میں اکثر
بدن نیلام ہوتے ہیں

خریداروں پہ نرمی ہے
یہاں بس مال ملزم ہے

تو اِن کے عدل میں مجرم
فقط کمزور ہوتے ہیں

جہاں دولت یا طاقت ہو
ادھر کو مُنہ نہیں کرتے

تو گویا زہر لگتی ہے
انہیں نسوانیت بے کس

MashalBooks.org

بہت غصہ سیانا ہے
جو بس کمزور پر نکلے

نہیں بھاتی انہیں یکسر
کسی طرح کی آزادی

غریبوں سے بھی کہتے ہیں
بڑھاتے جاؤ آبادی

کہ تعدادوں میں برکت ہے
یہ اِک پوشیدہ نعمت ہے

بہت سے مرض یکجا ہیں
بڑی نازک سی حالت ہے

دعا ہے بہتری والی
مگر یہ فخر مشکل ہے

MashalBooks.org

نقصاناتِ بہتات

جب کوئی چیز زیادہ ہی نظر آتی ہے
ایک نقطے پہ مِری سوچ ٹھہر جاتی ہے

سنتے آئے ہیں کہ بہتات کے نقصان بھی ہیں
لوگ اِس بات سے واقف ہیں تو انجان بھی ہیں

پیاس پانی سے بجھانے میں سبق لگتا ہے
بڑھ کے ہو جائے سمندر تو نمک لگتا ہے

ایک بچے کو ہمہ وقت پڑھایا کیجے
وہ بھی کہہ دے گا کہ بھیجا نہیں کھایا کیجے

اپنے اسلاف کے اقوال میں کثرت پائی
خود کو برتر ہی کہلوائیں یہ حسرت پائی

جب کوئی اینٹ اکھاڑی ہے تو ناصح نکلے
لاکھ تحریر کروڑوں ہی خلاصے نکلے

MashalBooks.org

اسقدر وعظ مساجد میں ہوا کرتے ہیں
گویا اِک حسرتِ عظمت میں رہا کرتے ہیں

ایسا لگتا ہے کہ ہم کھو گئے بہتاتوں میں
اپنے مابین ہی ٹکراتی ہوئی باتوں میں

کوئی مقدار ہو بہتر ہے کہ محدود رہے
مختصر بات ہو تاثیر بھی موجود رہے

اپنے آنگن کا تاثر ذرا سنگین سا ہے
گھر کا ماحول تناؤ بھرا غمگین سا ہے

ڈھیروں احکام کے برعکس ہوا کرتا ہے
دھند چھٹنے میں بہت وقت ہوا کرتا ہے

طول اِس بات کو زیادہ ہی دیئے جاتا ہوں
بھول کثرت کی مبادا میں کیے جاتا ہوں

MashalBooks.org

کامل معمار کمزور عمارت

کسی خاتون پر فنکار پر بے کس گویوں پر
سبھی عالم ذہن مرکوز ہیں جنسی رویوں پر

اِنہیں جنت کے میووں سے بڑا گہرا لگاؤ ہے
ہمیشہ ٹوٹ پڑتے ہیں یہ حلووں پر سوئیوں پر

کہیں پر خون ہوتا ہے کہیں انصاف بکتا ہے
یہ گاڑی گامزن ہے ظلم کے سفاک پہیوں پر

اقربا پروری رشوت کا جنگل ملک ہے اپنا
توجہ کون دے اندھیر پر بھولوں بھلئیوں پر

عمارت بن گئی بنیاد ہی تگڑی نہیں ڈالی
مکینوں پر ہے پابندی نہ ہوں نالاں بڑھئیوں پر

کدھر کی سمت نکلے تھے کہاں پہنچا کیے سائیں
بھروسہ کر کے پچھتائے ہیں ناؤ کے کھوئیوں پر

MashalBooks.org

بے سود تبلیغ

کوئی جب وعظ کرتا ہے
تو میں حیران ہوتا ہوں

کسی تبلیغ کے پیچھے
کوئی عملی نمونہ ہو

نہ ماضی ہو نہ مستقبل
نہ جادو ہو نہ ٹُونا ہو

وُہی کچھ ہو جو حاضر ہے
جو آسانی سے ظاہر ہے

اگر دِکھ جائے تو بہتر
مگر محسوس تو کر لیں

کسی قانون کی وجہ
بحث مثبت نتیجوں کی

MashalBooks.org

کسی نقصان کے امکاں
روایت کے فوائد بھی

مگر ایسا نہیں ہوتا

وہاں دکھلائے کیا کوئی
جہاں اکثر جہالت ہو

نمونہ پیش کیا کیجے
کہ جب خستہ سی حالت ہو

تو ایسے حال میں واعظ
فقط اتنا ہی کہتے ہیں

کہ اپنی آنکھ مت کھولو
ذہن کو طاق پر رکھ دو
سنو لیکن نہیں بولو

کہا نہ سب مکمل ہے
نہیں اِس میں کوئی خامی

MashalBooks.org

تو پھر تبلیغ کی وجہ
مِرے پلے نہیں پڑتی

مبلغ کی بلاغت کا
اثر محدود لگتا ہے

فوائد کو گنانے کا
عمل بے سود لگتا ہے

تو پھر یوں کیجیے حضرت
کہ ڈنڈا ہاتھ میں لیکر
سبھی کو ہانکتے رہیے

اگر مشکل نظر آئے
تو پھر بندوق لے لیجے

کسی تنقید پر گولی
مغز کے پار کر دیجے

MashalBooks.org

کیا ہے طالبانوں نے
متوہ کوتوالوں نے
کبھی اخوان والوں نے
جماعت کے جیالوں نے

یہی تعلیم ہے اپنی
کتابوں میں بھی لکھا ہے

میں پھر حیران ہوتا ہوں
کوئی جب وعظ کرتا ہے

MashalBooks.org

ہم تنقید والے

اِک نئے دَور کی امید لیے پھرتے ہیں
نامۂ آمدِ خورشید لیے پھرتے ہیں

جس کو لکھنے پہ قلم توڑ دیئے جاتے ہوں
ایسے مضمون کی تمہید لیے پھرتے ہیں

مصلحت عام ہے تائید ہے سمجھوتے ہیں
ایسے حالات میں تنقید لیے پھرتے ہیں

میرے محسن سے کہو بعد میں الزام نہ دے
یہ نہ سمجھے کہیں تقلید لیے پھرتے ہیں

ہم کبھی ترکِ تخیل نہ کریں گے سائیں
گویا اِس عہد کی تجدید لیے پھرتے ہیں

MashalBooks.org

خدا سے اپیل

آسماں چیر کے پردے سے نکل کر آ جا
آج دو چار قدم دھوپ میں چل کر آ جا

زندگی موت سے ابتر بھی ہوا کرتی ہے
دیکھنے آخری منزل سے اتر کر آجا

نسلِ انساں کی تجارت کا نظارہ کرنے
میرے اِس شہر کی گلیوں سے گزر کر آجا

سسکیاں ڈوبتی رہتی ہیں نہاں خانوں میں
ایسے محلوں کے سبھی باب کھلا کر آجا

حاکمِ شہر کا ایمان بہت ہے تجھ پر
لوگ کس حال میں ہیں اُسکو بتا کر آ جا

غیر پر نظرِ عنایت کی بتا دے وجہ
اپنے سائیں سے فقط اتنا بھلا کر آجا

MashalBooks.org

ساحل پہ خیال

مِرے خیال حقیقت کے پاسباں بھی ہوں
لکھوں وہ شعر کہ جو دل کے ترجماں بھی ہوں

کھڑا ہوا ہوں میں ساحل پہ تو خیال آیا
کہ ناخدا بھی رہیں اور کشتیاں بھی ہوں

مسرتوں کے تقاضے الگ سہی لیکن
ذہن میں درد کے ماروں کی سسکیاں بھی ہوں

بہار میں تو رہے ہمسفر مگر ہمدم
دعا کرو کہ یونہی ہمدمِ خزاں بھی ہوں

اب اِس کے بعد کوئی اور کیا کہے سائیں
تمام لوگ ہی خوش ہوں جہاں جہاں بھی ہوں

MashalBooks.org

خاص دعا

وہ جاتے جاتے فقط اتنا کہہ سکا مجھ سے
کہ ہو سکے تو مِرے واسطے دعا کرنا
پھر اِس کے بعد وہ کچھ اور سوچ کر بولا
دعا کرو تو کوئی خاص ہی دعا کرنا

یہ دیکھنے میں تو چھوٹا سا کام تھا لیکن
کیا جو غور تو اتنا سہل نہیں نکلا

دعا کروں کہ وہ زندہ رہے ہزار برس
یا پھر کہوں کہ وہ دولت سے مالامال رہے
دعائے عام ہے اولاد کی خوشی والی
خدا کرے کہ صحتمند ہو توانا ہو
ہمیشہ دُور رہیں رنج و غم کے سائے بھی

مگر یہ ساری دعائیں تو عام جیسی ہیں
ذہن پہ زور دیا اور سوچتا بھی رہا

MashalBooks.org

تو مشکلوں سے فقط ایک بات سوچی ہے
اِسے کہو تو ذرا مختلف بھی ہے شاید
مگر اِسی میں وہ ساری دعائیں شامل ہیں
کہ جو کسی نے کسی کے لیے کہی ہونگی

تو میرے ہاتھ اٹھے دل سے یہ صدا نکلی
مِرے خدایا مِرے دوست پر یہ رحمت ہو
وہ ایسا وقت نہ دیکھے نہ ایسی مجبوری
کہ جس میں جھوٹ یا رشوت یا بھیک شامل ہو

MashalBooks.org

انتھک انائیں

سود جائز مدارباہ کہہ کر
گھر ہے قسطوں پہ لاربا کہہ کر

اور باقی تمام مسئلوں کا
حل نکالا خدا خدا کہہ کر

ایک عالِم کو مدعو کر لیں
جو اجازت کہے دعا کہہ کر

یہ قناعت عجیب لگتی ہے
ہونٹ تھکتے نہیں انا کہہ کر

فرد ملت سے ہو گئے خارج
دیں سیاست جدا جدا کہہ کر

بات کو گول مول رہنے دو
موت ملتی ہے برملا کہہ کر

MashalBooks.org

ہم نہ ہنستے تو اور کیا کرتے
اُس نے الو کہا گدھا کہہ کر

بات کرنی تھی کر چکے سائیں
کوچ کرتے ہیں الوداع کہہ کر

خارج از دعا

عمر سوچوں میں مبتلا کی ہے
چاہے کہہ لیجئے خطاء کی ہے

رات گزری ہے کروٹیں لے کر
سوچتے سوچتے صبح کی ہے

کچھ بھی میرے لیے نہیں مانگا
بس ہمارے لیے دعا کی ہے

بات لگتی ہے سوچنے لائق
ہم جمع ہے مگر انا کی ہے

MashalBooks.org

صرف لفظوں سے کھیلنا سیکھا
اور خود سے فقط وفا کی ہے

غیر خارج رہے دعاؤں سے
اُن کی خاطر تو بددعا کی ہے

اہلِ رشوت ملا کیے سائیں
بولے رحمت بہت خدا کی ہے

دلگرفتہ صنم

دَیر جب بھی حرم ہوئے ہونگے
جانے کتنے ستم ہوئے ہونگے

جب نکالے گئے تھے کعبے سے
دلگرفتہ صنم ہوئے ہونگے

فتح و نصرت کے جشن میں شامل
چند ٹوٹے بھرم ہوئے ہونگے

MashalBooks.org

قطرے قطرے سے ہو گیا دریا
میں بتدریج ہم ہوئے ہونگے

مَے کی ایجاد کے عوامل میں
کچھ ملوث تو غم ہوئے ہونگے

مجھ کو معلوم ہی نہ تھا اِک دن
میرے بچے ہی بم ہوئے ہونگے

اب تو خود پر یقیں نہیں سائیں
کس کو اتنے وہم ہوئے ہونگے

خشکسالی کا سیلاب

جب سے محبوب کو مہتاب بنا ڈالا ہے
جھوٹ کو خاطرِ احباب بنا ڈالا ہے

ایک شاہین کو پانے کے عمل کا حاصل
ہم نے کرگس کو بھی سرخاب بنا ڈالا ہے

MashalBooks.org

ہونٹ اسلاف کی تعریف میں تھکتے ہی نہیں
گویا اِس نہج کو آداب بنا ڈالا ہے

روزگاروں کو بڑھانے کا بہانہ کر کے
اپنے دریاؤں کو تیزاب بنا ڈالا ہے

حاکمِ وقت نے لفظوں کا سہارا لیکر
خشکسالی کو بھی سیلاب بنا ڈالا ہے

اور سب لوگ نہائے ہوئے گنگا جمنا
حرفِ الزام کو پنجاب بنا ڈالا ہے

جو بھی دیکھا ہے کھُلی آنکھ سے دیکھا سائیں
اور پھر چشم کو سیراب بنا ڈالا ہے

MashalBooks.org

صارف کی لغزش

وہ کہتے ہیں بہت اچھے مِرے اسلوب رہتے ہیں
مگر کچھ فلسفے میرے انہیں معیوب رہتے ہیں

یہ خودغرضی نہیں تو میں اِسے پھر اور کیا کہتا
دعا کے حرف اپنے آپ سے منسوب رہتے ہیں

اگر تخلیق تھی اچھی تو پائیدار بھی ہوتی
فقط صارف کی لغزش کے بہانے خوب رہتے ہیں

محبت تھی اگر مقصد تو پھر اِس کی وجہ کیا ہے
دلوں میں نفرتیں پنہاں ذہن مجحوب رہتے ہیں

گزر جاؤ مگر اِس بات کو بھی ذہن میں رکھنا
یہاں پر حاکموں کے افسر و مندوب رہتے ہیں

مجھے اتنا یقیں ہے دَور وہ بھی آئیگا سائیں
کہ جب ہر شخص کو سب لوگ ہی محبوب رہتے ہیں

MashalBooks.org

طویل بحث

تختِ ایاز بالا پھر وُہی محمود نکلے ہیں
مساواتوں کے دعوے بے اثر بے سود نکلے ہیں

ہمیں تلوار سے رغبت رہی ہے دورِ ماضی میں
تو حاضر دَور میں نعم البدل بارود نکلے ہیں

شروع کی گفتگو میں امن تھا نرمی کی باتیں تھیں
مگر کچھ بعد کے جملے زہر آلود نکلے ہیں

جنہیں میں ووٹ دیتا ہوں کہ شاید بہتری ہو گی
وہ مسند پر ہوئے قائم تو پھر نمرُود نکلے ہیں

مذاہب سے عوام الناس کا رشتہ بیاں یوں ہے
کہ اِس افیون سے مظلوم بھی خوشنود نکلے ہیں

وہ سارے فلسفے منطق سبھی وہ راز ہستی کے
کریدا ہے تو اپنے آپ میں موجود نکلے ہیں

MashalBooks.org

بحث دیں کی سیاست کی رہے گی جاری و ساری
چلو اچھا ہوا کہ وقت ہی محدود نکلے ہیں

ہمیں پہچان ملتی ہے ہماری بات سے سائیں
مگر کچھ کے لیے ہم نیست و نابود نکلے ہیں

سویر کردے

اے آسماں ہیر پھیر کر دے
کہ ختم سارے اندھیر کر دے

صبح کی کرنوں کو دے کے رستہ
مِرے چمن میں سویر کر دے

جنہیں ہے امن و سکوں کی خواہش
ذرا اُنہیں بھی دلیر کر دے

محبتیں ہی محبتیں ہوں
حسد کے جذبوں کو ڈھیر کر دے

MashalBooks.org

وہ مہرباں کیا ہوا کہ سائیں
جو آنے آنے میں دیر کر دے

زلفوں والی شام

اے عشق بلاخر کام دکھا
کوئی اچھا سا انجام دکھا

ہم پیاس میں رہنے والوں کو
کچھ ظرف پیالہ جام دکھا

دے حسن بھرا اِک دن پہلے
پھر زلفوں والی شام دکھا

گر دانہ دانہ مُہر لگی
تو ایک ہمارا نام دکھا

کوئی فتویٰ داغ نہ دے سائیں
یوں خواب نہ شارع عام دکھا

MashalBooks.org

نوبل انعام

ایک نقطہ ذہن میں آیا ہے
آپ سے بھی بیان کرتا ہوں

عِلم حاصل کرو ضروری ہے
ہر مسلمان جانتا ہوگا

چین جانے کی بات آتی ہے
ہم میں ہر کوئی مانتا ہوگا

دورِ حاضر میں عِلم و دانش کا
ایک اونچا معیار قائم ہے
جس کو نوبل انعام کہتے ہیں

اور ملتا ہے ایسے لوگوں کو
جو کسی عِلم کی ترقی میں
کارنامہ بڑا کریں کوئی

MashalBooks.org

یا کوئی ایسا کام کر ڈالیں
جس سے دنیا میں بہتری آئے

ایک دن یونہی سوچنے بیٹھا
سوچتے سوچتے خیال آیا

میں وہ فہرست دیکھتا جاؤں
نام جس میں ہیں ایسے ذہنوں کے
جو کہ نوبل انعام جیتے ہیں

اور پھر یہ بھی دیکھتا جاؤں
اِن میں کتنے ہیں جو کہ مسلم ہیں
اور کتنے ذہن یہودی ہیں

تو نتیجہ کچھ اِس طرح نکلا
صرف نو ہیں کہ جو مسلماں ہیں
اور دو سو ہیں جو یہودی ہیں

آپ بھی تو سمجھ گئے ہونگے
یا کہ اب بھی سمجھ نہیں پائے

MashalBooks.org

میں نے کچھ اور بھی حساب کیا
سب یہودی جمع کیے پہلے
چودہ ملین سے تھوڑے زیادہ ہیں

سارے مسلم شمار کر ڈالے
ایک بلین ہیں اور آدھا ہیں

پھر تناسب نکالنے بیٹھا
ایک سے دو ہزار کی نسبت
بات ہے نا یہ سوچنے لائق
کیوں یہودی کو مل گئی حکمت

گرچہ ہر بار ہجرتیں کی ہیں
ظلم سہتے رہے ہیں دنیا کے

پھر بھی عِلم و ہنر کے دامن کو
کتنی مضبوطیوں سے تھاما ہے

جو نتیجہ ہے وہ بھی ظاہر ہے
ایک اعلیٰ مقام پایا ہے

MashalBooks.org

اِسکو محنت یا حوصلہ کہیے
جی میں آئے تو معجزہ کہیے

چاہے دنیا کے کام کاجوں میں
چاہے بیمار کے علاجوں میں

عِلم والوں کی محنت و کاوش
ہم سبھی استعمال کرتے ہیں

پر کبھی یہ خیال آیا ہے
اِس کے پیچھے جو اِک ذہانت ہے
جو مشقت ہے اور محنت ہے
اُس میں کتنی رہی یہودی کی؟

کتنا حصہ رہا مسلماں کا؟

MashalBooks.org

فرصت میں مصروف

نہی منکر ہمیشہ امر بالمعروف کہتے ہیں
مگر فرصت میں اپنے آپ کو مصروف کہتے ہیں

بڑی قدرت میسر ہے زباں کے استعمالوں پر
خرافاتوں کو بھی آداب میں ملفوف کہتے ہیں

یہاں تقریر میں انسان کو اِک معجزہ کہہ کر
وہاں جا کر سبھی اذہان کو ماؤوف کہتے ہیں

کہاں ممکن ہے سارے لوگ ہی احمق ہوں ناداں ہوں
وہ ہر جملے میں دنیا بھر کو بے وقوف کہتے ہیں

کوئی تعریف کر ڈالے تو اتراؤ نہیں سائیں
نہ جانے بعد میں کیا کیا تمہیں موصوف کہتے ہیں

MashalBooks.org

راز اجاگر کر دے

کوئی مذہب کو سیاست سے جدا گر کر دے
ایسا کر دے تو مجھے اپنا ثناگر کر دے

تشنگی دُور نہ ہوگی یہ حقیقت ہی سہی
خواب دیکھوں کہ جو صحراؤں کو ساگر کر دے

وقت گزرا ہے کہ ٹھہرا ہے کہ آیا ہی نہیں
کوئی آئے جو یہی راز اجاگر کر دے

غرضمندوں کو خدا یاد دلانے والے
تجھ کو تقدیر ذرا دیر گداگر کر دے

غم کا چلو ہی ملا ہے تو بہت ہے سائیں
دینے والا نہ کہیں ہاتھ میں گاگر کر دے

MashalBooks.org

اقبال کی رنگریزیاں

تِرے لفظوں میں اردو کی اثر انگیزیاں بھی ہیں
مگر لہجہ ہے پنجابی تو کچھ زرخیزیاں بھی ہیں

سنا ہے فارسی پر بھی تجھے قدرت میسر ہے
کیا ہے ذکرِ رومی شمس کی تبریزیاں بھی ہیں

لقب سر کا ملا ہے تو یہ کہنا بھی مناسب ہے
ترے مشروب میں کچھ حل شدہ انگریزیاں بھی ہیں

کسی دریا کی صورت پھیل کر سمٹا ہے پھیلا ہے
کہیں رفتار ہے دھیمی کہیں پر تیزیاں بھی ہیں

لکھے شکوے تو خود اُن کے جوابوں کو بھی لکھ ڈالا
کسی قوسِ قزاح جیسی تری رنگریزیاں بھی ہیں

تِرا ہی فلسفہ لیکر یہاں پہنچے ہیں علامہ
بہت غیروں سے نالاں ہیں دھماکہ خیزیاں بھی ہیں

MashalBooks.org

مگر تفصیل کی خاطر چُنا ہے ایک ہی نقطہ
اگرچہ ذہن میں سوچوں کی ریزہ ریزیاں بھی ہیں

کیا ہے دیں سیاست کو بہت یکجا مگر پھر بھی
ملی ہے آمریت ہی بڑھی چنگیزیاں بھی ہیں

اِسی نقطے پہ سائیں رات بھر کروٹ بدلتا ہے
مبادا خیر کے پردے میں شر انگیزیاں بھی ہیں

وقت اور پہچان

شب کی تنہائی میں ہر خواب سویرے جیسا
شیخ چلی بھی تو انسان تھا میرے جیسا

کیجیے بات مگر بات اجالوں والی
اب کوئی لفظ نہ کہیے گا اندھیرے جیسا

وقت کے ساتھ یہ پہچان بھی ہو جاتی ہے
کون مخلص ہے یہاں کون لٹیرے جیسا

MashalBooks.org

نسلِ آدم کو پڑھا ہے تو نتیجہ نکلا
فرق اتنا کوئی میرے کوئی تیرے جیسا

گیسوئے یار کی تعریف ہی کر دیں سائیں
ایک احساس ملا ابر گھنیرے جیسا

مدد از اغیار

کبھی غصہ جتاتے ہیں کبھی فریاد کرتے ہیں
کوئی سمجھے اِسے جائز یا بے بنیاد کرتے ہیں

اگر ہوں چھید رشتوں میں تو ایسا بھی ہوا اکثر
کسی کے ساتھ رہتے ہیں کسی کو یاد کرتے ہیں

ہمیں سود و زیاں کی تربیت پیہم میسر تھی
سنا تھا وقت ہے مہنگا مگر برباد کرتے ہیں

مدد اغیار سے ملتی رہی آفات کے دَوراں
اگر ہم کو ملے موقع کہاں امداد کرتے ہیں

MashalBooks.org

یقیناً فرد ملت لازم و ملزوم ہیں لیکن
بلاخر غرق بھی ہر قوم کو افراد کرتے ہیں

تخیل کا عمل سائیں رہا اپنی طبیعت میں
کبھی کچھ داد ملتی ہے کبھی بیداد کرتے ہیں

اختتام

نجانے آنکھ ٹِکی کونسی بہار پہ ہے
کہ سائیں مر تو رہا ہے مگر دوار پہ ہے

MashalBooks.org